مَا بَيْنَ خَلْقِ آدَمَ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ أَمْرٌ أَكْبَرُ مِنَ الدَّجَّالِ
(مسلم)

دجالِ اکبر

مؤلف

مولانا امان احمد قاسمی

سنہرا (بلرام پور) امبیڈکر نگر (فیض آباد) یوپی

مدرس دار العلوم اسلامیہ عربیہ تلوجہ، رائے گڈھ، مہاراشٹر

قُلْ عَسى أَنْ يَكُونَ قَرِيباً [الإسراء:٥١]

مَا بَيْنَ خَلْقِ آدمَ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ أَمْرٌ أَكْبَرُ مِنَ الدَّجَّالِ

(مسلم)

دجالِ اکبر

مؤلف

مولانا امان احمد قاسمی

سنہرا (بلرام پور) امبیڈکر نگر (فیض آباد) یوپی

مدرس دارالعلوم اسلامیہ عربیہ تلوجہ، رائے گڈھ، مہاراشٹر

تفصیلات

نامِ کتاب: دجالِ اکبر

مؤلف: مولانا امان احمد قاسمی

سنہرا، بلرام پور، امبیڈکر نگر (فیض آباد) یوپی

تعدادِ صفحات: ۸۸

کمپوزنگ: مفتی اظہر پٹیل صاحب

معاون: سہیل خان، انس پٹیل، عرفات پٹیل

سنِ طباعت: ۱۴۴۰ھ / ۲۰۱۸ء

فہرست

تقریظ

از حضرت مولانا مفتی عبد الرشید صاحب المظاہری مد ظلہ العالی
شیخ الحدیث مدرسہ اسلامیہ عربیہ بیت العلوم سرائے میر اعظم گڈھ،
بانی جامعہ محمودیہ عبد اللہ پور رہایت پور روڈ، ضلع سلطان پور،
خلیفہ و مجاز حضرت اقدس فقیہ الامت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ
علیہ مفتی اعظم دار العلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد الأنبياء والمرسلين وعلى آله وأصحابه وأتباعه أجمعين أما بعد!

لوح محفوظ میں لکھا ہوا فیصلہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا گیا "اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ " نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے علامات قیامت کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا جوں جوں ایام و شہور گزر رہے ہیں برائیاں بے حیائیاں عروج پر جارہی ہیں ایسا لگتا ہے کہ اب بڑی بڑی نشانیاں بہت جلد منظر عام پر آنے کو ہیں، قیامت کی نشانیوں میں خروج دجال کو سب سے بڑا فتنہ بتایا گیا ہے۔ دعوی خدائی کا فرعون نے بھی کیا اور نمرود نے بھی کیا فرعون بار بار جھکا نمرود حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے سامنے مبہوت اور لاجواب ہوا مگر جس طرح یہ امت ہر لحاظ سے عظیم ہے اس کا مدعی خدا دجال بھی ویسا ہی شر کا سب سے بڑا مجموعہ ہے وہ دعوی خدائی کا کرے گا اس کو بہت ڈھیل دی جائے گی کرشمے میں بھی دکھلائے گا آخر میں حضرت عیسی علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام اس کو ٹھکانے لگائیں گے وہ کانا بھی ہوگا اور اس کی پیشانی پر کافر بھی لکھا ہوگا، کہاں حق

تعالی شانہ کی تنزیہی صفات اور محامد اور کہاں اس کا کانا اور بے ڈھب ہونا تاہم بہتوں کے ایمان کا سودا تو کر ہی لے گا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نشانیاں اس وقت کے حالات، اس کے دام فریب سے بچنے اور ایمان کے سلامت رکھنے کی تدابیر وضاحت کے ساتھ بیان فرما دیا ہے اسی مضمون کو امت کے سامنے برملا کرنے کے لئے محترم مولانا امان احمد صاحب زید احترامہ استاد دارالعلوم الاسلامیہ العربیہ تلوجہ، رائے گڈھ نے اپنی کاوش اور وسعت مطالعہ سے ایک تحقیقی اور مستند رسالہ مرتب فرمایا، تاکہ امت دجالی فتنوں اور سازشوں سے بچ سکے اور اس کے قبل اور بعد آنے والے حالات میں راہ مستقیم اختیار کرے، اور اس سلسلے کی صحیح معلومات اہل اسلام کو فراہم ہو، حق تعالی موصوف کی اس سعی کو مشکور فرمائیں اور رسالہ ہٰذا کو شرف قبول عطا فرمائیں اور امت کے افراد کو اس سے خوب خوب نفع اٹھانے کی توفیق عطا فرمائیں۔ فقط

بندہ عبد الرشید المظاہری

خادم مدرسہ اسلامیہ عربیہ بیت العلوم سرائے میر اعظم گڈھ

شب جمعہ عاشوراء محرم ۱۴۴۰ھ

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین و الصلاۃ والسلام علی خاتم الأنبیاء والمرسلین وعلی آلہ وأصحابہ أجمعین ومن تبعھم بإحسان إلی یوم الدین. أما بعد!

قیامت کا تصور و عقیدہ مذہبِ اسلام کا وہ انقلابی و بنیادی عقیدہ ہے جو عقیدۂ توحید و رسالت کی طرح تمام انبیاء و رُسل اور تمام شرائع میں مشترک و متفق علیہ چلا آرہا ہے، جس پر ایمان و یقین رکھے ہوئے بغیر کوئی شخص مؤمن و مسلمان ہو ہی نہیں سکتا، جس کے ذکر سے آیاتِ قرآنیہ واحادیثِ رسول پُر ہیں،

جس کے وقوع کے بعد ہی تمام لوگوں کے اعمالِ نیک و بد کی پوری پوری جزاء و سزا دیجائیگی، لیکن اسکا وقوع کب ہوگا اسکا بالتعیین علم بمقتضاءِ حکمتِ الٰہی تمام بندوں سے مخفی و پوشیدہ رکھا گیا ہے۔ **کما قال اللہ تعالی:** "اِنَّ السَّاعَۃَ اٰتِیَۃٌ اَکَادُ اُخۡفِیۡھَا لِتُجۡزٰی کُلُّ نَفۡسٍۭ بِمَا تَسۡعٰی" یقین رکھو! کہ قیامت کی گھڑی آنے والی ہے۔ میں اس (کے وقت) کو خفیہ رکھنا چاہتا ہوں تاکہ ہر شخص کو اس کے کئے کا بدلہ ملے۔[سورہ طٰہٰ:۱۵]، **وقال:** یَسۡـَٔلُوۡنَکَ عَنِ السَّاعَۃِ اَیَّانَ مُرۡسٰھَا ؕ قُلۡ اِنَّمَا عِلۡمُھَا عِنۡدَ رَبِّیۡ ۚ لَا یُجَلِّیۡھَا لِوَقۡتِھَاۤ اِلَّا ھُوَ ؔۘ ثَقُلَتۡ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ لَا تَاۡتِیۡکُمۡ اِلَّا بَغۡتَۃً (اے رسول!) لوگ تم سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ وہ کب برپا ہوگی؟ کہہ دو کہ: اس کا علم تو صرف میرے رب کے پاس ہے۔ وہی اسے اپنے وقت پر کھول کر دکھائے گا، کوئی اور نہیں۔ وہ آسمانوں اور زمین میں بڑی بھاری چیز ہے۔ جب آئے گی تو تمہارے پاس اچانک آجائے گی [سورۃ الاعراف/۱۸۷]

ہاں! البتہ قرآن و احادیث میں اس کے قُربِ وقوع کی صغریٰ و کبریٰ، چھوٹی

وبڑی، بعیدہ و متوسِّطہ اور قریبہ بہت ساری علامتیں ضرور بیان کر دی گئی ہیں جس سے اس کے وقوع کے قرب ونزدیک کابخوبی پتہ واندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

حضوراقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی وفاتِ حسرتِ آیات سے حضرتِ مَہدی رضی اللہ عنہ کے ظہور تک کی علامتیں، صُغریٰ یعنی چھوٹی علامتیں کہلاتی ہیں اور ظہورِ مہدی رضی اللہ عنہ سے لے کر نفخِ صور تک کی علامتیں کبری یعنی بڑی علامتیں کہی جاتی ہیں اور علامات بَعیدہ یعنی قیامت سے بہت پہلے ظاہر ہونے والی علامات "التی ظَھَرَتْ وَانقرَضَتْ" جو ظاہر ہوکر گزر بھی گئیں جن کا تعلق کائنات میں ہونے والے واقعات سے تھا جیسے بعثتِ خاتمُ الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی وفاتِ حسرت آیات، انشقاقِ قمر، شہادتِ حضرتِ عمر، جَنگِ جَمل، جنگِ صِفِّین، جنگِ نہروان وظہورِ خوارج، فتنۂ تاتار اور نارِ حجاز وغیرہ۔

اور علاماتِ متوسطہ یعنی علاماتِ قریبہ و بعیدہ کے درمیان پائی جانے والی علامتیں جنکا تعلق انسانوں کے خود اپنے اعمال سے ہے "التی ظَھَرَتْ و لم تَنْقَضِ" یعنی جنکا ظہور قسمِ اول کے بعد ہوچکاہے اور ابھی ظہور بدستور قائم اور جاری ہے اور روز بروز ترقی پذیر ہے۔ مثلاً جھوٹ خیانت اور برائی کی کثرت، صداقت، امانت اور نیکی کی قلت، گانے بجانے اور آلات لہوولعب کی کثرت و بہتات، جُوّا، سٹہ، سود خوری و شراب نوشی، فحاشی و بے حیائی، زناکاری و بدکاری کی زیادتی، عریانیت و ننگا پن کا یہ عالم ہوگا کہ عورتیں کپڑا پہننے کے باوجود (چست وباریک یاناقص ہونے کے سبب) ننگی ہوں گی، (اپنی رفتار و گفتار، بناؤ سنگار اور ناز وادا کے ذریعے) مردوں کو اپنی طرف مائل کرنے والی ہوں گی اور خود بھی ان کی طرف میلان رکھتی ہونگی، لوٹ مار، قتل و غارت گری، فتنہ و فساد اور ناگہانی اموات کا بکثرت واقع ہونا، مردوں کی قلت اور عورتوں کی کثرت، وقت میں بے

برکتی، مسجدوں میں شور و شغب اوراس میں فخر ومباہات کی باتیں کرنا، والدین کی نافرمانی اور جورو کی غلامی، اَجانِب کے ساتھ حُسنِ سلوک اور اَقارِب کے ساتھ بدسلوکی، تعلیم و تعلم کا محض حصولِ دنیا کیلئے ہونا، صرف جان پہچان کی بنیاد پر ایک دوسرے کو سلام کرنا، پچھلوں کا اپنے اگلوں پر طعن و تشنیع کرنا، قرآن کو گانے بجانے کا آلہ بنالینا، ریاو شہرت اور مالی منفعت کے لئے گا گا کر قرآن پڑھنے والوں کی زیادتی، علماء و فقہاء کی کمی، فُسّاق و فُجّار اور رذیل و ذلیل و ناخواندہ لوگوں کی قیادت و سربراہی، دینی و دنیاوی امور کا نااہلوں کے حوالے ہونا، دنیاوی اعتبار سے کمینہ ابنِ کمینہ کا سب سے زیادہ نصیبہ ور ہونا، ریگستانِ عرب کی مرغزار میں تبدیلی، برائے فخر و نمود بلند و بالا عمارتوں کی تعمیرات، غریب و غرباء، نادارو فقراء اور دبے کچلے، کم رتبہ کم حیثیت لوگوں کا عُروج اور ان کی ترقی، علامات متوسطہ میں اور بھی بہت سی علامات ہیں ان سب کی آپ صلی اللہ علیہ و سلم نے ایسے دور میں خبر دی تھی جبکہ ان کا تصور بھی مشکل تھا مگر آج ہم اپنی آنکھوں سے ان کا مشاہدہ کررہے ہیں۔

اور علاماتِ قریبہ **"التي تعقبها الساعة"** یعنی وہ علامتیں جو بالکل وقوعِ قیامت کے قریب بالکل اخیر میں یکے بعد دیگرے ظاہر ہوں گی اور یہ سمجھئے کہ بس اس کے بعد قیامت آہی جائے گی اور ان علامتوں کا تعلق کائنات میں واقع ہونے والے عجیب وغریب واقعات سے ہے۔ ایسی کل دس بڑی علامتیں ہیں، جن کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک ہی خُطبہ کے اندر بیان فرمادیا ہے **کما فی مسلم [۴۳۱۱] : عن حُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ الْغِفَارِيِّ ، قَالَ : اطَّلَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنَا وَنَحْنُ نَتَذَاكَرُ ، فَقَالَ : " مَا تَذَاكَرُونَ ؟ " ، قَالُوا : نَذْكُرُ السَّاعَةَ ، قَالَ : " إِنَّهَا لَنْ تَقُومَ حَتَّى تَرَوْنَ قَبْلَهَا عَشْرَ آيَاتٍ ، فَذَكَرَ الدُّخَانَ ،**

وَالدَّجَّالَ، وَالدَّابَّةَ، وَطُلُوعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، وَنُزُولَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَيَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ، وَثَلَاثَةَ خُسُوفٍ خَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ وَخَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ، وَخَسْفٌ بِجَزِيرَةِ الْعَرَبِ، وَآخِرُ ذٰلِكَ نَارٌ تَخْرُجُ مِنْ الْيَمَنِ تَطْرُدُ النَّاسَ إِلَى مَحْشَرِهِمْ" حضرت حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم (قیامت کا) تذکرہ کر رہے تھے کہ اتنے میں نبی پاک صلی اللہ علیہ و سلم ہمارے پاس تشریف لائے اور دریافت فرمایا کہ کس چیز کا تذکرہ کر رہے ہو؟ لوگوں نے کہا قیامت کا، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہرگز قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک اس سے پہلے تم دس نشانیاں نہ دیکھ لو، پھر آپ نے ان علامات کو بیان فرمایا اور وہ علاماتِ عشرہ یہ ہیں: (۱) دُخان (یعنی ایک عالمگیر دھواں، جو اٹھے گا اور آسمان و زمین کے خلا کو بھر دے گا) (۲) خروجِ دجال (۳) خروجِ دابۃُ الارض (یعنی زمین سے ایک عجیب الخلقت جانور کا نکلنا جو لوگوں سے باتیں کرے گا۔) (٤) سورج کا مغرب سے طلوع ہونا (۵) نزولِ عیسی مسیح علیہ السلام (٦) خروجِ یاجوج وماجوج، تین زلزلے (۷) ایک زلزلہ مشرق میں (۸) ایک مغرب میں (۹) اور ایک جزیرۃ العرب میں (۱۰) یمن کے قعرِ عدن سے نکلنے والی آگ۔

درحقیقت اگر دیکھا جائے تو ان علاماتِ عشرہ میں سے ہر علامت بالتفصیل روشنی ڈالنے کی متقاضی ہے، کیونکہ ان کے وقوع و ظہور کا زمانہ بالکل قریب سے قریب آتا چلا جارہا ہے اور دوسری طرف امت کا اکثر طبقہ ان کے علم سے ناواقف و بے خبر ہے، لیکن طِوالت کے اندیشہ سے ان علامات عشرہ میں سے صرف دجالِ اکبر والی علامت کو خصوصیت کے ساتھ موضوعِ سُخن بنایا گیا ہے، اور اس کی ذات کے تعارف اور اس کے فتنے کی اہمیت و سنگینی پر حتی المقدور

بالتفصیل روشنی ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے، جسکی موجودہ دورِ پُرفتن میں سخت حاجت وضرورت ہے۔

اِسی مناسبت سے اس رسالہ کا نام دجالِ اکبر تجویز کیا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ رسالۂ ہٰذا کو مفید عام و تام بنائے اور بندۂ ناچیز اور اس کے والدین کے لئے صدقۂ جاریہ اور ذخیرۂ آخرت بنائے۔

اور اللہ تعالیٰ خوب خوب جزائے خیر عطا فرمائے مفتی اظہر پٹیل صاحب دامت برکاتہم، عزیزم اسامہ نور متولی، سہیل عبد القادر خان اور انس عبد العزیز پٹیل سلمھم کو، کہ جن کی کمپوزنگ اور کتابت کے ذریعہ رسالہ ہذا منظرِ عام پر آسکا۔ آمین ثم آمین، بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

امان احمد قاسمی
سنہرا (بلرام پور)، ٹانڈہ، امبیڈکر نگر (فیض آباد)، یوپی
مدرس مدرسہ جامعہ اسلامیہ عربیہ تلوجہ رائے گڈھ، مہاراشٹر

(٦ رمضان المبارک بروز منگل ۱۴۳۹ھ)

خروجِ دجالِ اکبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدلله الذي بيده تصريف الأحوال و تخفيف الأثقال و الصلاة و السلام على سيد الهادين إلى محاسن الأفعال و على آله و صحبه المضارعين له في الصفات و الأعمال أما بعد!

قال اللہ تعالی: يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ ءَايَٰتِ رَبِّكَ لَا يَنفَعُ نَفْسًا إِيمَٰنُهَا لَمْ تَكُنْ ءَامَنَتْ مِن قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِىٓ إِيمَٰنِهَا خَيْرًا [سورة الأنعام:۱۵۸]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ثَلَاثٌ إِذَا خَرَجْنَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ: الدَّجَّالُ، وَ الدَّابَّةُ وَ طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا. [مسلم/۳۹۸]

و عن عمران بن حصين رضي الله عنه قال: سمعتُ رسول الله صلى الله عليه و سلم يقول: " مَا بَيْنَ خَلْقِ آدَمَ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ أَمْرٌ أَكْبَرُ مِنَ الدَّجَّالِ" [مسلم/۷۳۹٦]

خروجِ دجالِ اکبر قیامت کی علامات کبریٰ و قریبہ میں سے ہے، جس کا ثبوت احادیثِ کثیرہ و شہیرہ سے ہے، جس کے متعلق بعض علماء کا قول حدِّ تواتر تک پہنچنے کا ہے، اس لئے یہ مسئلہ اہل سنت والجماعت کے عقائدِ مُسَلّمہ و مُتَّفَقَہ میں سے شمار ہوتا ہے، ان کی عقائد کی کتابیں اِس اجماعی عقیدہ سے پُر ہیں، اور تمام اہلِ حق اس بات پر پختہ اِذعان و یقین رکھتے ہیں کہ فی الحال دنیا میں اس کا وجود بر حق اور قربِ قیامت میں خروج و ظہور حتمی و یقینی ہے، اور یہ کہ اللہ رب العزت اپنے بندوں کی ابتلاء و آزمائش اور ظاہراً کھرے و کھوٹے میں امتیاز پیدا کرنے کی خاطر وقتی طور پر اس کو کچھ خوارقِ عادت قدرت عطاء فرمائیں گے مثلاً مردوں کو زندہ

کر دینا، اس کے حکم پر بادلوں سے بارش کا ہونا اور زمین کے خزانوں کا اس کے حکم سے اس کے پیچھے پیچھے چلنا وغیرہ وغیرہ، پھر اُس سے اِس قوت کو سلب کر کے اس کو عاجز و درماندہ کر دیں گے۔ البتہ فِرَقِ باطلہ میں سے کچھ خوارج و معتزلہ اور جَہمیہ نصوصِ صریحہ وکثیرہ کے باوجود اس کے وجود کے منکر ہیں، جو امت کے سوادِ اعظم کے مقابلہ میں اقلِّ قلیل ہونے کے سبب "لایُعبَأُ بِه" کے درجہ میں ہیں، جن کا کچھ بھی اعتبار نہیں۔ کما فی فتح الباري ج۱۳ ص۱۳۱: **قال القاضي عياض: في هذه الأحاديث حجة لأهل السنة في صحة وجود الدجال و أنه شخص معين يبتلي الله به العباد و يُقدره على أشياء كإحياء الميت الذي يقتله و ظهور الخصب و الأنهار و الجنة و النار، و اتباع كنوز الأرض له و أمره السماء فيمطر و الأرض فتنبت، و كل ذلك بمشية الله تعالى ثم يعجزه الله تعالى، و قال: و قد خالف في ذلك بعض الخوارج و المعتزلة و الجهمية فأنكروا وجوده و ردوا الأحاديث الصحيحة.**

سب سے بڑا فتنہ

فتنۂ دجال درحقیقت ایمان کی ایک نہایت کڑی و بڑی آزمائش ہے۔ فتنۂ دجال تاریخِ انسانی کا سب سے بڑا فتنہ ہے، اتنا بڑا اور بھیانک فتنہ کہ اس سے بڑا فتنہ نہ کبھی ہوا ہے اور نہ ہو گا جیساکہ آپ ﷺ نے فرمایا: حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے قیامت قائم ہونے تک کوئی فتنہ دجّال کے فتنہ سے بڑا نہیں ہو گا۔ کما قال: **"مَا بَيْنَ خَلْقِ آدَمَ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ خَلْقٌ أَكْبَرُ مِنَ الدَّجَّالِ"** [مسلم / ۷۳۹۵] گویا کہ وہ ابلیس لعین کے ترکش کا سب سے بڑا، سب سے آخری اور سب سے مہلک تیر ہے جس سے مقابلہ آرائی کسی کے بس میں نہیں۔

حضرت امّ شریک رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لوگ دجال کے خوف سے بھاگ کر پہاڑوں پر چلے جائیں گے امّ شریک کہتی ہیں کہ میں نے پوچھا یا رسول اللہ پس ان دنوں اہل عرب کہاں ہوں گے ؟ تو آپ نے فرمایا وہ بہت تھوڑی تعداد میں ہوں گے (اس لئے ان میں دجال سے مقابلہ کی طاقت نہ ہو گی اور وہ اس کے مقابلے سے عاجز و قاصر ہوں گے) **عن ام شريك رضي الله عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه و سلم ليفرن الناس من الدجال حتى يلحقوا بالجبال قالت ام شريك قلت يا رسول الله فاين العرب يو مئذ؟ قال هم قليل** (رواہ مسلم: ۲۹۴۵)

اِس فتنہ کی سنگینی و اہمیت کا اگر ہم اندازہ لگانا چاہیں تو اس سے لگا سکتے ہیں کہ تمام انبیاءِ سابقین نے اپنی اپنی امّتوں کو اس فتنہ سے ڈرایا اور آگاہ کیا۔ کما قال رسول اللہ ﷺ: **"مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلاَّ وَقَدْ أَنْذَرَ أُمَّتَهُ الأَعْوَرَ الْكَذَّابَ"** [مسلم: ۷۳۶۳] کہ کوئی نبی نہیں گزرے جو اپنی امت کو جھوٹے کانے (دجال) سے نہ ڈرائے ہوں، اور آپ ﷺ جن کی امّت کی ابتلاء و آزمائش کے لئے یہ عظیم فتنہ پیدا ہی کیا گیا ہے، جب آپ ﷺ اپنے اصحاب کے سامنے اسکا تذکرہ فرماتے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر ایک عجیب قسم کا خوف طاری ہو جاتا اور انھیں یوں محسوس ہوتا کہ دجال یہیں کہیں کھجوروں کے جھنڈ میں روپوش ہے، ابھی نکل کر ہمارے سامنے آجائے گا۔ **کما فی مسلم: "حَتَّى ظَنَنَّاهُ فِى طَائِفَةِ النَّخْلِ"** اور بطور تسلی آپ فرماتے ڈرو مت اگر وہ میری موجودگی میں نکلا تو میں تمہاری طرف سے مدافعت کرنے والا ہوں گا (یا) اس سے حجت و بحث کروں گا (اور حجت و بحث میں اس پر غالب آؤں گا۔) اور اگر میرے بعد نکلا تو پھر ہر شخص اپنا ذمہ دار خود ہے اور اللہ تعالیٰ میری طرف سے ہر مسلمان کا ناصر و محافظ تو ہے

ہی۔ کما فی سنن أبي داؤد [٤٣٢١]: " إِنْ يَخْرُجْ وَأَنَافِيكُمْ، فَأَنَا حَجِيجُهُ دُونَكُمْ، وَإِنْ يَخْرُجْ وَلَسْتُ فِيكُمْ، فَامْرُؤٌ حَجِيجُ نَفْسِهِ وَاللهُ خَلِيفَتِي عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ"۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے، میں اس وقت رو رہی تھی آپ ﷺ نے رونے کا سبب دریافت فرمایا، میں نے کہا یارسول اللہ! مجھے دجال یاد آگیا تھا اُس کے خوف سے رو رہی ہوں۔(مسند احمد)

اور ایک رات امّ سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا کو دجال یاد آگیا تو ان کی نیند اڑ گئی اور وہ پوری رات نہ سو سکیں اور صبح اس کا ذکر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ نے انہیں تسلی کے کلمات ارشاد فرمائے کہ گھبراؤ نہیں اگر وہ میری موجودگی میں نکلا تو اللہ تعالی میرے ذریعے تمہاری طرف سے کفایت کرے گا اور اگر میری وفات کے بعد نکلا تو اللہ تعالی نیک بندوں کے ذریعے تمہاری کفایت کرے گا.
قالت امّ سلمه ذكرت الدجال ليلة فلم يأتنى النوم فلما اصبحت دخلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم فاخبرته فقال لا تفعلى فِانّه ان يخرج وانا فيكم يكفيكم الله بى، وان يخرج بعدان اموت يكفيكم الله باالصالحين (مجمع الزوائد ص ۱۲۵۵۲)

آں حضور ﷺ عذابِ دوزخ کے ساتھ فتنۂ دجال سے پناہ مانگنے کا حکم دیتے تھے کما فی سنن أبي داؤد [٤٧٥١]: " تعَوَّذُوا بِاللهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ"

اور آپ ﷺ باقاعدہ اپنے اصحاب کو قرآن کی سورتوں کی طرح بڑے اہتمام کے ساتھ منجملہ اور دعاؤں کے اس فتنۂ عظیم سے بچنے کی یہ دعا "اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ" بھی سکھاتے تھے۔ اور سکھانے کے بعد

فرماتے کہ اس طرح دعا مانگا کرو! کہ اے اللہ! میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں عذابِ دوزخ وعذابِ قبر سے اور تیری پناہ طلب کرتا ہوں مسیح دجال کے فتنے اور زندگی اور موت کے فتنے سے۔ كمافى سنن أبي داؤد [١٥٤٢]: "عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَلِّمُهُمْ هَذَا الدُّعَاءَ كَمَا يُعَلِّمُهُمُ السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ، يَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَأَعُوذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ"

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ تشہد آخر سے فراغت کے بعد چار چیزوں سے پناہ مانگنے کا حکم فرماتے تھے (١) عذاب دوزخ سے (٢) عذاب قبر سے (٣) زندگی اور موت کے فتنے سے (۴) مسیح دجال کے شر سے۔ كمافى مسلم [١٣٢٦]: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِذَا فَرَغَ أَحَدُكُمْ مِنَ التَّشَهُّدِ الْآخِرِ، فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللهِ مِنْ أَرْبَعٍ: مِن عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ شَرِّ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ" اور تعلیمِ امت کی خاطر خود بھی اس کے فتنہ سے ہمیشہ پناہ مانگتے تھے۔ كمافى البخاري [٧١٢٩]: عَنْ عُرْوَةَ، أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَسْتَعِيذُ فى صَلاتِهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ". کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی نماز میں فتنۂ دجال سے پناہ مانگتے ہوئے سنا۔

اس لیے جب یہ فتنہ اتنا سنگین و اہم ہے تو اس کی پوری تفصیل جاننا ہر مسلمان کے لیے خصوصًا موجودہ نسل کیلئے انتہائی ضروری ہے۔ کیونکہ اگر اس کی پوری تفصیلات لوگوں کے سامنے نہ ہوں گی تو اس کے دامِ تزویر میں پھنس جانے کا قوی اندیشہ ہے، اسی لئے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم -فداہ ابی و امی- نے اپنی

امت کو اس کے دامِ فریب سے بچانے کے واسطے اسکا حُلیہ، خدّوخال، شکل و صورت، چال ڈھال، رفتار و گفتار، اس کی فریب کاری و شعبدہ بازی حتیٰ کہ وہ کس قوم و نسل اور کس جگہ ظاہر ہو گا اور اس کے پیَرو کار کون لوگ زیادہ ہوں گے یہ سب بالتفصیل بیان فرما دیا ہے، اور ساتھ ساتھ اس سے بچنے کی تدابیر بھی، اب ہمارا فریضہ اور ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم خود بھی اس فتنۂ عظیم کے متعلق پوری جانکاری حاصل کریں اور اپنی اولاد و نسل کو بھی آگاہ کریں۔

لمحۂ فکریہ

لیکن بڑے سوچنے اور غور کرنے کا مقام ہے کہ انبیاءِ سابقین اور ان کی امتوں میں تو دجال اور فتنۂ دجال اکبر کا ذکر بکثرت پایا جائے حالانکہ ان کی ابتلاء وآزمائش کے لئے نہ تو یہ فتنہ بنایا گیا تھا اور نہ ہی وہ اس سے دوچار ہونے والے تھے۔ اور اسی طرح امتِ محمدیہ کے اصحابِ خیر القرون یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین جو اس فتنہ سے از روئے زمانہ دور بھی تھے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وجودِ مسعود کی برکت سے محفوظ بھی، وہ تو اِس کو سن کر خوف زدہ اور لرزہ بر اندام ہو جائیں اور اُن کی حالت و کیفیت اس کے تذکرہ سے دگرگوں ہو جائے، اور وہ رو پڑیں۔ ان کی مجالس اس کے ذکر سے خالی نہ رہیں اور خود ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جن کے اس فتنہ میں مبتلاء ہونے کا کوئی خطرہ و خدشہ ہی نہ تھا، وہ تو بڑے اہتمام و پابندی کے ساتھ اس سے بچنے کی بارگاہ خداوندی میں دعائیں کریں۔ اور ہم اور دورِ پُر فتن اور قربِ قیامت کی امتِ مسلمہ جو فتنۂ دجال اکبر کے بالکل قریب کھڑی ہے، گویا کہ جس کی ابتلاء و آزمائش کی خاطر یہ فتنۂ عظیم بنایا اور آخر تک باقی رکھا گیا ہے، اور بصورت خروج جس کے اس میں مبتلا

ہونے کا قوی اندیشہ بھی ہے، وہ امت اس فتنۂ عظیم سے خوابِ غفلت میں پڑی سورہی ہو، بالکل غافل و بے خبر ہو، اس کی تفاصیل جاننے سے جاہل و نابلد ہو، اس سے بے توجہی برتتی ہو، اسے ایکدم بھلا بیٹھے، ان کے منبر و محراب اس کے تذکرے سے ساکت و خاموش ہوں، عوام و خواص کی زبانیں اس کے بیان و ذکر سے خالی ہوں، اپنے ایمان و یقین کو اس سے بچانے و سلامت رکھنے کی کوئی فکر اور تدبیر نہ ہو، کتنے غم و اندوہ اور کتنے افسوس کی بات ہے۔

ہمیں تو سب سے زیادہ اس فتنۂ عظیم کے ذکر و بیان اور اس سے ڈرنے اور پناہ مانگنے کی ضرورت تھی، اور عصرِ حاضر میں تو سب سے زیادہ ضرورت تھی کہ فتنۂ دجال اور دجال اکبر کی ذات کو خوب خوب متعارَف کرایا جائے اور احادیث نبویہ کی روشنی میں اس کا دَجْل و فریب اور اس کی شعبدہ بازی اور جعل سازی کا پردہ چاک کیا جائے، اس کی اور اس کے فتنے کی سنگینی اور اس کی اہمیت کو لوگوں میں خوب خوب بیان و آشکارہ کیا جائے، اس سے بچنے کی تدابیر سے امت مسلمہ و مرحومہ کو روشناس و آگاہ کیا جائے، ورنہ اگر عوام و خواص کی اس کی طرف سے غفلت و بے توجہی کا عالم یہی رہا، جو ہے تو بصورتِ خروج اس کے فتنہ سے بچنا بڑا مشکل امر ہے۔إلا مَن رَحِمَ ربي.

دجال اکبر کا تعارف

دجّال کی لغوی واصطلاحی تحقیق: دجّال (۱) یہ اس مَنبَعِ شر و ضلالت کا نام نہیں ہے بلکہ اس کا مشہور لقب ہے، یہ فَعّال کے وزن پر صیغۂ مبالغہ ہے جو مشتق ہے دَجْلٌ سے جسکے معنی ہیں چھپانے اور ڈھاپنے کے۔

وجہِ تلقیب

چونکہ جھوٹ و فریب کاری، دھوکہ و مُلَمّع سازی اس کی سرشت وطبیعت تھی، اور اپنے کفر کولوگوں سے چھپانا اور باطل کو بصورتِ حق پیش کرنا اسکا نمایاں ترین وصف تھا اس لئے اسلامی اصطلاح میں اسکا لقب دجّال پڑا، جو اس کے لئے بمنزلِ اسمِ عَلَم کے ہے، جس سے وہ لوگوں میں معروف و مشہور ہے۔

لقب (۲) مسیح: اسکا ایک لقب مسیح بھی ہے، جو اکثر دجّال کے ساتھ لگا کر مسیحِ دجّال بولا اور لکھا جاتا ہے، جس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ممسوح العین ہو گا، **کما فی مسلم "إِنَّ الدَّجَّالَ مَمْسُوحُ الْعَيْنِ"** یعنی اس کی ایک آنکھ اور اَبرُو بالکل برابر اور سپاٹ ہو گی اس لئے اس کو مسیح بھی کہا جاتا ہے، **"أو لأنه مُسِحَ عَنهُ الخير"** کہ وہ ممسوح الخیر ہے یعنی نیکی اور بھلائی سے بالکل بے گانہ اور خالی ہے اس لئے اس کا لقب "مسیح" پڑا۔

یا اسے مسیح کہنے کی وجہ یہ ہے کہ مسح کے معنی سفر و سیاحت کے بھی آتے ہیں اور وہ چونکہ فتنہ و فساد برپا کرنے، لوگوں کو گمراہ و بے راہ کرنے اور ضلالت و گمراہی پھیلانے کے واسطے مکہ و مدینہ کے علاوہ پوری دنیا کا چکّر اور پھیرا لگائے گا، کوئی بھی چپّہ اس کی چاپ قدم سے نہ بچ پائے گا اس لئے اس کو مسیح کہا جاتا ہے۔

احادیث میں یہ شخص دجال اور مسیح ہی کے لفظ سے مذکور ہے، اس کے نام کے ذکر سے نصوص ساکت ہیں اسلئے اس کا نام کیا ہے معلوم نہیں۔

تنبیہ

خیال رہے کہ 'مسیح' حضرت عیسی کا بھی لقب ہے، لیکن ان کو مسیح کہنے کی

وجہ اور ہے، وہ یہ کہ مسیح بمعنی -ماسح- یعنی چھونے اور پھیرنے والا، چونکہ آپ جس مریض و مصیبت زدہ پر ہاتھ پھیر دیتے تھے وہ بحکم الٰہی صحت یاب ہو جاتا تھا اس لئے آپ کو مسیح کہا جاتا ہے، یا اس لئے کہ آپ کو برکت کے ساتھ مسح کیا گیا تھا آپ بابرکت تھے، یا آپ کو مسیح کہنے کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے دعوت الی اللہ اور لوگوں کی رشد و ہدایت کی خاطر خوب خوب سفر و سیاحت فرمائی اس لئے آپ کا لقب مسیح پڑا۔ پس حضرت عیسٰی علیہ السلام مسیحِ ہدایت ہیں اور دجال اکبر مسیحِ ضلالت ہے۔

وقتِ خروجِ دجال

دجال کے نکلنے کا وقت نزولِ حضرت عیسٰی مسیح سے پہلے ہے۔ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے خلافت کے آخری دور میں، جس وقت کہ حضرت مہدی شہر قُسطنطنیہ فتح کر چکے ہوں گے۔

خروج دجال کی جگہ

خروج دجال کی جگہ کے متعلق احادیثِ رسول میں چار جگہوں کا ذکر آیا ہے۔ (۱) ملک شام و عراق کی درمیانی گھاٹی (۲) اصفہان کی یہودیہ نامی بستی (۳) سرزمینِ مشرق کا علاقہ "خراسان" (۴) خوز و کِرمان۔

ان روایتوں میں تطبیق اس طرح دی گئی ہے کہ ابتداءً دجالِ اکبر نکلے گا تو شام اور عراق کی درمیانی گھاٹی سے۔ کما فی مسلم "**إِنَّهُ خَارِجٌ خَلَّةً بَيْنَ الشَّأْمِ وَالْعِرَاقِ فَعَاثَ يَمِينًا وَعَاثَ شِمَالًا، يَا عِبَادَ اللهِ فَاثْبُتُوا**" [۷۳۷۳] کہ وہ شام و عراق کے درمیان والے راستہ سے نکلے گا اور دائیں بائیں فساد برپا کرے گا۔

اے اللہ کے بندو! ثابت قدم رہنا۔ لیکن یہاں اس کی چنداں شہرت نہ ہو گی بلکہ عالمی پیمانہ پر اس کے نقطۂ عروج و شہرت کی جگہ ایران کے مشہور شہر اصفہان کی یہودیہ نامی بستی ہو گی جہاں کے ستر ہزار ہتھیار بند ایرانی چادر پوش (خوش پوش وخوش لباس) یہودی دیگر ابلیسی قوتوں کے ساتھ اس کے خروج و ظہور کے شدید منتظر رہیں گے اور اس کے مشن کو بامِ عروج تک پہنچانے کے لئے پوری قوت کے ساتھ اس کا ساتھ دیں گے۔ **کما قال النبي ﷺ: "يَتْبَعُ الدَّجَّالَ مِنْ يَهُودِ أَصْبَهَانَ سَبْعُونَ أَلْفًا عَلَيْهِمُ الطَّيَالِسَةُ. (مسلم ۷۳۹۲)** کہ مقامِ اصبہان کے ستر ہزار یہودی دجال کے پیچھے پیچھے چلیں گے، جن کے جسموں پر سبز رنگ کی اونی موٹی چادریں ہوں گی۔ **وقال: "يَخْرُجُ الدَّجَّالُ مِنْ يَهُودِيَّةِ أَصْبَهَانَ" (المستدرك للحاكم/٨٦١١)** اور وہ پھر یہاں سے اپنے تمام یہودی اعوان و مددگاروں کو لیکر مشرق کے شہر خوز و کرمان پہنچے گا جہاں کے چوڑے، چپٹے، گول اور موٹی کھال کے چہرے والے، مثل پھولی ہوئی ڈھال کے تُرک بھی اس کے لشکر میں شامل ہوں گے **"الدَّجَّالُ يَخْرُجُ مِنْ أَرْض بِالْمَشْرِقِ يُقَالُ لَهَا: خُرَاسَانُ، يَتْبَعُهُ أَقْوَامٌ كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ" (كما فی الترمذي /۲۲۳۷)** اور پھر وہ وہاں سے خراسان پہنچے گا اور یہیں سے مسلمانوں کے خلاف باقاعدہ طوفانی طور پر اپنے باطل مشن کا آغاز کرے گا اور ساری دنیا میں فتنہ و فساد کا ایک عظیم طوفان برپا کر دے گا۔

خیال رہے کہ مذکورہ تشریح کے مطابق دجال کے نکلنے کی مختلف جگہوں کے متعلق وارد ہونے والی مختلف احادیث کے درمیان تطبیق ہو جاتی ہے اور ان کے مابین کوئی تعارض باقی نہیں رہتا۔

حُلیہ

اِنّه شابٌّ: وہ جوان العمر ہے، جَسِیمٌ: بھاری بھر کم، چوڑے چکلے جسم والا، قَصِیرٌ: ناٹا ٹھنگنا پستہ قد، إنه ادم: رنگ گندمی، جعد، قَطَطٌ: بال موٹے اینٹھے، خوب گھونگھریالے ایک دم چھوٹے چھوٹے، آنکھیں دونوں عیب دار، بائیں سے کانا یعنی بالکل مِٹی ہوئی بے نشان، پیشانی کی طرح آنکھ کی جگہ برابر وسپاٹ کما فی سنن أبي داود [٤٣٢٠]: "أَعْوَرُ مَطْمُوسُ الْعَيْنِ، لَيْسَ بِنَاتِئَةٍ، وَلَا جحرَاءَ" کہ نہ ابھری ہوئی اور نہ دھنسی ہوئی اور دائیں میں موٹی پھلّی دانۂ انگور کے مانند ابھری اور پھولی ہوئی جس سے اس کو نظر آئے گا کما فی مسلم [٧٣٦١]: "أَلَا إِنَّ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ أَعْوَرُ عَيْنِ الْيُمْنَى كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ"، اَفحَج یعنی ٹیڑھی ٹانگوں والا کہ ایڑیاں قریب اور پنجے دور رکھ کر چلے گا یعنی سیدھا چلنے پر قادر نہ ہوگا، (کما فی سنن أبي داود/٤٣٢٠): " إِنَّ مَسِيحَ الدَّجَّالِ رَجُلٌ قَصِيرٌ، أَفْحَجُ، جَعْدٌ، أَعْوَرُ مَطْمُوسُ الْعَيْنِ " وفی مسلم [٧٣٧٣] إِنَّهُ شَابٌّ قَطَطٌ، عَيْنُهُ طَافِئَةٌ " و فی البخاري [٧١٢٨]: "فَإِذَا رَجُلٌ أَحْمَرُ جَسِيمٌ جَعْدُ الرَّأْسِ" انسانی شکل و صورت کی تمام خرابیاں و برائیاں ملعون دجال اکبر میں جمع ہونگی اور اس کے چہرے سے صاف عیاں ہونگی۔ اس کی پیشانی پر دونوں آنکھوں کے درمیان لفظِ کافر اسطرح لکھا ہوگا کہ جسے ہر خواندہ وناخواندہ صاحبِ ایمان اپنی ایمانی بصیرت کی برکت سے پڑھ لیگا۔ "وَإِنَّهُ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ، يَقْرَؤُهُ كُلُّ مُؤْمِنٍ، كَاتِبٍ أَوْ غَيْرِ كَاتِبٍ " (ابن ماجہ /۴۰۷۷)

شکل و صورت میں "قَطن" کے بیٹے "عبد العزی" نامی شخص کے زیادہ

مشابہ ہو گا۔ عبد العزیٰ قبیلۂ خزاعہ کا مشہور مشرک تھا، جس کی شکل وصورت سے صحابۂ کرام اچھی طرح واقف تھے۔ کما فی البخاری[۷۱۲۸] "أَقْرَبُ النَّاسِ بِهِ شَبَهًا ابْنُ قَطَنٍ"

دفع تعارض

سوال: بعض حدیث سے تو پتہ چلتا ہے کہ دجال "أعورُ عینِ الیمنی" یعنی دائیں آنکھ کا کانا ہو گا۔ (کما فی البخاري/۷٤٠۷) "إِنَّ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ أَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُمْنَى" جبکہ دوسری بعض روایت میں "أَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُسْرَى" مذکور ہے، کہ اس کی بائیں آنکھ کانی ہو گی؟ (کما فی مسلم/۷۳٦٦) "الدَّجَّالُ أَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُسْرَى"

جواب(۱): در حقیقت "عَور" کے معنی عیب کے آتے ہیں، اور دجال کی دونوں آنکھیں چونکہ عیب دار ہوں گی اس لحاظ سے دونوں پر "اعور" کا اطلاق کیا گیا ہے۔ پس لفظ "أعور" یہاں اندھا و کانا کے معنی میں نہیں بلکہ عیب دار کے معنی میں ہے۔ کما فی أشعة اللمعات: کہ وجہ جمع میان این اوصاف متنافرہ آنست کہ فرض کردہ شود یکے از دو چشم وے مطلق رفتہ است و دیگرے معیب است پس ہر یکے را اعور می تواں گفت چہ عور در اصل بمعنی عیب است۔ وفی فتح الباري: فإن الأعور من کل شئ المعیب۔

جواب(۲): یہ بھی اس کی سحر کاری کا نتیجہ ہو گا، کہ بعض لوگ دائیں کو عیب دار دیکھیں گے اور بعض بائیں کو۔ کما فی حاشیة البذل ج۱۷ ص۱۱۹: "قیل أن یکون بالنسبة إلی أشخاص متفرقة فقوم یرونه أعور الیسری و قوم أعور الیمنی لیدل أنه ساحر" یا یہ کہ وہ گرگٹ اور بھوت کی طرح مختلف رنگ وروپ

بدلے گا۔ "أو هو كالحرباء و الغول متلون بألوان فقد ورد يكون عينه خضراء"

اور ایک جواب یہ بھی دیا گیا ہے کہ ممکن ہے کہ روایت کا اختلاف سہو راوی کی وجہ سے ہو۔ "ويحتمل سهو الراوي" كمافي حاشية البذل: [ج۷ا ص۱۱۹]

دجال کی سواری

دجال ایک نہایت سفید گدھے پر سوار ہو کر نکلے گا جس کے دونوں کانوں کے درمیان ستر باع (دونوں ہاتھوں کے پھیلاؤ کے ستر گنا کے بقدر) فاصلہ ہو گا۔ كمافي البيهقي: "يَخرُجُ الدَّجَّالُ على حِمَارٍ أَقمَرَ ما بَينَ أُذُنَيهِ سَبعُونَ بَاعًا" یا چالیس ہاتھ کا فاصلہ ہو گا۔ كمافي المستدرك [۸٦۱۳]: "ولَه حِمَارٌ يَركَبُه، عَرضُ ما بَينَ أُذُنَيهِ اَربَعُونَ ذِرَاعًا"

سوال وجواب

سوال: مقدارِ فاصلہ میں تو دونوں حدیثیں باہم متعارض ہیں کیونکہ ایک میں تو ستر باع کا ذکر ہے، جبکہ دوسری میں چالیس ہاتھ کا؟

جواب(۱): ستر باع والی روایت کے مقابلہ میں چالیس ہاتھ والی روایت قوی اور صحیح ہے۔

جواب(۲): اور دونوں روایتوں کو صحیح ماننے کی صورت میں رفع تعارض کی یہ صورت بھی ہو سکتی ہے، کہ ممکن ہے کہ اس کے پاس دو سواریاں ہوں۔ ایک کے کانوں کے درمیان کا فاصلہ ستر باع ہو، ایک کا چالیس ہاتھ، اور اس بات کا بھی امکان ہے کہ کہیں یہ بھی اس کی نظر بندی اور شعبدہ بازی کا اثر و کرشمہ نہ ہو، کہ

کبھی ستر باع کی دوری نظر آئے اور کبھی چالیس ہاتھ کی۔

اس کی تیز رفتاری کا یہ عالم ہو گا کہ اس گدھے کا قدم تین دن کی مسافت کے برابر ہو گا اور وہ اس پر سوار ہو کر سمندر میں ایسے گھسے گا جیسے تم اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر چھوٹے نالے میں گھس جاتے ہو۔ کما فی فتن نعیم بن حماد: "و خُطوَةُ حِمَارِہ مَسِیرَةُ ثَلاثَةِ أَیَّامٍ یُخوضُ البَحرَ علی حِمَارِہ کما یَخُوضُ أَحَدُکُمُ السَّاقِیَةَ علی فَرَسِه"، مسافتیں ایسی تیز رفتاری کے ساتھ قطع کرے گا، گویا کہ اس کے لئے زمین مینڈھے کی کھال کی طرح لپیٹ دی گئی ہے، وتُطوَي له الأَرضُ طَيَّ فَروَةِ الكَبشِ (فتح الباری، ۱۳/ ۱۱۷)

ٹھہرنے کی مدت اور اس کے اثرات سے محفوظ مقامات

دجال خروج کے بعد زمین پر صرف چالیس دن رہے گا جن میں سے پہلا دن ایک سال کے برابر، دوسرا ایک ماہ اور تیسرا ایک ہفتے کے برابر ہو گا، اور باقی ۳۷ دن عام دنوں کی طرح ہوں گے۔ (کما فی سنن ابی داود/٤٣٢١) قُلْنَا وَمَا لُبْثُهُ فِي الأَرْضِ قَالَ: "أَرْبَعُونَ يَوْمًا يَوْمٌ كَسَنَةٍ وَيَوْمٌ كَشَهْرٍ وَيَوْمٌ كَجُمُعَةٍ وَسَائِرُ أَيَّامِهِ كَأَيَّامِكُمْ". لیکن وہ انہیں چالیس دنوں میں اپنی برق و باد جیسی تیز رفتاری سے مکہ، مدینہ، اور بعض روایات کے مطابق بیت المقدس بھی، ان تینوں مقدس مقامات کے علاوہ کہ جس پر خدائی پہرا ہو گا پوری دنیا کا چپہ چپہ چھان مارے گا اور ہر طرف اپنے فتنے و فساد کا ایک طوفان برپا کر دے گا، کیوں کہ وہ تمام اہل دنیا کے لئے ایک زبردست ابتلاء و آزمائش ہے، اس لئے دنیا کا کوئی گوشہ اس کی چاپ قدم سے کیسے بچ سکتا ہے؟ (کما فی مسلم/ ۷۳۹۰) "لَيسَ مِن بَلَدٍ إِلَّا سَيَطَؤُهُ الدَّجَّالُ، إِلَّا مَكَّةَ وَالْمَدِينَةَ" کہ دجّال مکہ اور مدینہ

کے علاوہ کوئی شہر نہ بچے گا جس کو پامال نہ کرے اور نہ روندے ۔ و (فی البخاري/۷۱۲۵)" لاَیَدْخُلُ المَدِینَة رُعْب المَسِیحِ الدَّجَّالِ، لَهَا یَوْمَئِذٍ سَبْعَةُ أَبْوَابٍ، عَلَی کُلِّ بَابٍ مَلَکَانِ"کہ مدینہ منورہ میں دجّال کا رعب و دبدبہ داخل نہ ہو گا، اس وقت مدینہ منورہ کے سات دروازے (سات راستے) ہوں گے ، اور ہر دروازہ پر دو فرشتے ہوں گے (جو دجال کو مدینہ منورہ میں داخل ہونے سے روکیں گے)۔ اور مسند احمد میں ہے کہ دجال مکہ و مدینہ کے علاوہ پوری زمین کی خاک چھان کر مدینہ میں داخل ہونے کے ارادے سے آئے گا لیکن مدینہ میں داخل ہونے والے ہر راستے پر اسے پہرا دینے والے فرشتوں کے دستے تعینات ملیں گے جس کی وجہ سے وہ مجبور ہو کر مدینہ کے باہر ہی مقام جُرف کی بنجر زمین پر خیمہ زن ہو جائے گا اس کے بعد مدینہ میں تین زلزلے آئیں گے جس کی وجہ سے ہر منافق مرد وعورت اور کافر مدینہ سے نکل کر دجال سے جا ملے گا. "یجئ الدجال فیطأ الأرض إلا مکة و المدینة فیأتي المدینة فیجد بکل نقب من نقابها صفوفا من الملائکة فیأتي سبخة الجرف فیضرب رواقه فترجف المدینة ثلاث رجفات فیخرج إلیه کل منافق و منافقة و في روایة کل کافر و منافق" (مسند أحمد /۱۲۹۹۱) و (فی فتح الباری/ ۱۳۰ ج۱۳) فقد أخرجه الطبراني عن عبدالله بن عمرو " یخرج (الدجال) فیمکث فی الأرض أربعین صباحا یرد فیها کل منهل إلا الکعبة و المدینة و بیت المقدس "کہ دجال نکلنے کے بعد زمین میں چالیس روز ٹھہرے گا اور ان دنوں میں مکہ مدینہ اور بیت المقدس کے سوا ہر جگہ پہنچے گا۔

اور یہ بات یاد رہنی چاہیے کہ اس کے پہلے تین دنوں کا طُول اور ان کی درازگی نفس الامر اور حقیقت میں نہ ہو گی، بلکہ اس کی سحر کاری اور اس کی شعبدہ

بازی کا اثر ہو گا، اسی لئے تو آں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت ہر دن کی نمازوں کا حساب لگا کر یعنی ہر ۲۴ گھنٹے میں پانچ نمازیں ادا کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ "فَقُلْنَا یَا رَسُولَ اللہِ ھَذَا الْیَوْمُ الَّذِی کَسَنَةٍ أَتَکْفِینَا فِیهِ صَلاۃُ یَوْمٍ وَ لَیْلَةٍ قَالَ: "لَا، اقْدُرُوا لَهُ قَدْرَہُ" (سنن أبي داود/٤٣٢١). ورنہ تو اس میں بس ایک دن کی پانچ نمازیں ہی کافی ہوتیں۔ (کما فی بذل المجھود / ج۱۷ص۱۲۱)"وإنما أمر رسول الله صلي الله عليه وسلم بالتقدير بأن يقدر للصلاة قدر اليوم والليلة وهو أربعة وعشرون ساعة لأن طول يوم الدجال كان لشعبذة منه لا حقيقة فلهذا أمر بأن يقدروا له".

لیکن قاضی عیاض وغیرہ کی رائے یہ ہے کہ دجال کے ان تین دنوں کا طُول اور انکی درازگی نفس الامر اور حقیقت میں ہوگی (کما فی حاشیة البذل / ج۱۷ ص۱۲۱) "والثالث ما اختاره القاضي عياض، إنه يكون كذالك في الحقيقة و يكون هذه الصلوات في هذا اليوم تشريعا منه، كذا قال النووي"

دعویٰ

دجال ابتداءً نبوت کا دعویٰ کرے گا اور پھر اس کے بعد خدائی کا اور اپنے اس جھوٹے دعوے پر بطورِ دلیل کچھ مُحیّر العقول اور خوارقِ عادات امور بھی پیش کرے گا، جو اللہ رب العزت اسے وقتی طور پر بندوں کی ابتلاء و آزمائش کے لیے ارزانی فرمائیں گے، حالانکہ اس کا یہ دعویٔ نبوت نصِ قطعی "مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ" [سورة الأحزاب (۳۳): آية٤٠] (کہ محمد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور تمام نبیوں میں سب سے آخری نبی ہیں) اور حدیث صریح

"أنا خاتم النبيين لا نبي بعدی" (کہ سلسلۂ نبوت مجھ پر ختم ہے میرے بعد کوئی نیا بنی نہیں آئے گا) کے بالکل خلاف ہونے کے سبب سراسر باطل و گمراہ کن ہو گا، کیونکہ آپ خاتم النبیین ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ پس اس کا دعویٔ نبوت باطل اور اس کے دعویٔ الوہیت کی تکذیب و تردید کے واسطے لوگوں کے سامنے اس کا سراپا ناقص و عیب دار وجود ہی واضح و کافی دلیل ہو گا کہ وہ نظر آرہا ہو گا حالاں کہ کوئی شخص مرنے سے پہلے اپنے رب کو نہیں دیکھ سکتا اور وہ کانا اور ناقص الخلقت ہو گا، جب کہ اللہ رب العزت ہر قسم کے عیب سے پاک ہیں۔ اور اس کی پیشانی پر کفر کی واضح علامت بصورتِ تحریر کندہ ہو گی، جس کو ہر پڑھا لکھا اور اَن پڑھ مؤمن پڑھ لے گا.

كما قال النبی ﷺ " إِنَّهُ يَبْدَأُ، فَيَقُولُ: أَنَا نَبِيٌّ وَلَا نَبِيَّ بَعْدِي، ثُمَّ يُثَنِّي فَيَقُولُ: أَنَا رَبُّكُمْ وَلَا تَرَوْنَ رَبَّكُمْ حَتَّى تَمُوتُوا، وَإِنَّهُ أَعْوَرُ، وَإِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ، وَإِنَّهُ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ، يَقْرَؤُهُ كُلُّ مُؤْمِنٍ، كَاتِبٍ أَوْ غَيْرِ كَاتِبٍ (ابن ماجه/۴۰۷۷)

چونکہ یہ فتنہ امتِ محمدیہ کے ساتھ مختص تھا، اس لئے مذکورہ بالا تینوں صفات و علامات بھی اختصاص کے ساتھ اسی امت کے لئے بیان کی گئی ہیں، خصوصاً اعور ہونے کی علامت جو از قبیلِ محسوسات ہونے کے سبب بالکل ظاہر و باہر ہے اور ہر عالم و جاہل کے لئے عام ہے۔

ایک شبہ کا جواب: شبہ یہ ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص مرنے سے پہلے دنیا میں خدا تعالیٰ کو نہیں دیکھ سکتا تو پھر لیلۃُ المعراج میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیدارِ خداوندی کا شرف کیسے حاصل ہوا؟

تو اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ لیلۃُ المعراج میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے

دیکھنے کا واقعہ عالمِ دنیاو شہادت کا نہیں بلکہ عالمِ بالا اور عالمِ غائب کا ہے جب کہ قبلَ الموت رؤیتِ باری تعالیٰ کی نفی کا تعلق عالمِ دنیاو شہادت سے ہے۔

اور دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ رؤیتِ باری تعالیٰ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص اور آپ کے معجزات میں سے ہے کہ آخرت میں دیدارِ خداوندی کے واسطے مؤمنین کو جو قوت نصیب ہونے والی تھی وہ قوت وطاقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا ہی میں بوقتِ معراج عطا کر دی گئی اور بطورِ معجزہ رؤیتِ باری تعالیٰ کے شرف سے آپ کا اعزاز و اکرام کیا گیا۔ **كما في فتح الباري ج۱۳ ص۱۲۰: "ولا يرد على ذلك رؤية النبي صلى الله عليه وسلم له ليلة الاسراء لأن ذلك من خصائصه صلى الله عليه وسلم فأعطاه الله تعالى في الدنيا القوة التي ينعم بها على المؤمنين في الاخرة".** اور اگر دیکھا جائے تو اس خصوصیت پر الفاظ حدیث "ولا ترون ربكم حتى تموتون" بھی دلالت کرتے ہیں کہ تم لوگ موت سے پہلے اپنے رب کو نہیں دیکھ سکتے (ناکہ میں)

بھلا دجال خدا کیسے ہو سکتا ہے؟

۱) دجال. مخلوقٌ من خلقِ اللہ ایک انسان اور بشر ہے اور لوازماتِ بشری سے دوچار ہے۔

جب کہ اللہ رب العزت تو خالقِ جمیعِ مخلوقات خالقِ جن و بشر و ملائکہ ہے اور ہر قسم کے لوازماتِ بشری وانسانی سے منزہ ومبرا ہے۔

۲) دجال کانا ناقص الخلقت عیب دار ہے.

جب کہ اللہ سبحانہ وتعالی کامل اور ہر قسم کے نقص وعیب سے پاک ہیں.۔

۳) دجال خود بھی ایک بڑا شریر وفسادی ہے اور شر وفساد اور مفسدین کو پسند

کرے گا، توحید اور مُوحّدین سے بے پناہ دشمنی رکھے گا. جب کہ خدا تعالیٰ نیکی و بھلائی، توحید و توحید کے علمبر داروں کو محبوب رکھتا ہے اور شر و فساد اور مفسدین کو مبغوض رکھتا ہے کما قال ان اللہ یحب المتقین، ان اللہ لا یحب المفسدین

۴) خدا تعالیٰ تو کمالِ قدرت کے ساتھ متصف ہے، جبکہ دجال ایسا لاچار و مجبور ہے کہ اپنی ذات سے کانے پن کے عیب کو دور اور پیشانی سے علامتِ کفر کو مٹا نہ سکے گا اور باوجود کوششِ بسیار مکہ اور مدینہ میں داخل نہ ہو سکے گا۔

۵) دجال عبد العزیٰ بن قطن کافر کے مشابہ ہو گا. جب کہ اللہ رب العزت لیس کمثله شيء ہے مخلوق کی مماثلت و مشابہت سے بالکل پاک ہے۔

٦) دجال نظر آرہا ہو گا جب کہ اللہ رب العزت کو موت سے پہلے کوئی نہیں دیکھ سکتا۔

۷) دجال قتل کیا جائے گا اور مرے گا جبکہ اللہ رب العزت حي لا یموت ہے ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا موت و زندگی اس کے قبضۂ قدرت میں ہے۔

اعوان و مددگار

اس کے اعوان و مددگار یہود بے بہبود، ساحر، جادوگر، اور اَجِنّہ و شیاطین ہوں گے، یہود تو اپنی ساری ہی سائنسی و مادی صلاحیتیں و قوتیں اس کے قدموں میں لاکر نچھاور کر دیں گے اور ساحر و جادوگر اس کے اشارے پر عجیب و غریب قسم کے چمتکار دکھائیں گے اور شیاطین خود اپنے آپ کو اس کی خدمت میں پیش کر کے کہیں گے کہ ہم تیری خدمت کے لئے حاضر ہیں جو چاہے ہمیں حکم دے، چنانچہ وہ حکم دے گا کہ لوگوں میں جاکر میری خدائی کا اعلان کرو۔ "فَيَبعَثُ اللّٰهُ لَه شَيَاطِينَ فَيَقُولُونَ لَه اِستَعِن بِنَا على مَا تُرِيدُ فَيَقُولُ نَعَم اِذهَبُوا اِلى النَّاسِ

فَقُولُوا اَنَا رَبُّهُم فَيبعثُهم في الآفاق" (حاشية فيض القدير شرح الجامع الصغير /٦٦١) نیز لوگوں کا ایمان و عقیدہ خراب کرنے کے لئے شیاطین مردہ لوگوں کی شکل میں ظاہر ہو کر لوگوں سے محوِ گفتگو ہوں گے اور اس کی خدائی تسلیم کرنے کا حکم بھی دیں گے کما في مسند أحمد/١٤٨٩٥ " وَيُبْعَثُ مَعَهُ شَيَاطِينُ تُكَلِّمُ النَّاسَ " اسی طرح وہ لوگوں کے مردہ ماں باپ اور دیگر اعزاء واقارب کو اپنے اوپر ایمان لانے کی شرط پر شیاطین کی شکل میں زندہ لا کھڑا کرے گا۔

چنانچہ دجّال کسی دیہاتی سے کہے گا کہ اگر میں تیرے ماں باپ کو زندہ کر دوں تو کیا تو مجھے اپنا رب مان لے گا، دیہاتی وعدہ کریگا تو فوراً اس کے سامنے دو شیطان اس کے ماں باپ کی شکل میں نمودار ہو کر کہیں گے کہ بیٹا تو اس کی اطاعت کر یہ تیرا رب ہے۔ کما في ابن ماجه/٤٠٧٧ "أَرَأَيْتَ إِنْ بَعَثْتُ لَكَ أَبَاكَ وَأُمَّكَ، أَتَشْهَدُ أَنِّي رَبُّكَ؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ، فَيَتَمَثَّلُ لَهُ شَيْطَانَانِ في صُورَةِ أَبِيهِ، وَأُمِّهِ، فَيَقُولاَنِ: يَا بُنَيَّ، اتَّبِعْهُ، فَإِنَّهُ رَبُّكَ" و في المشكوة: "يَأْتِي الرَّجُلَ قَدْ مَاتَ أَخُوهُ وَمَاتَ أَبُوهُ، فَيَقُولُ: أَرَأَيْتَ إِنْ أَحْيَيْتُ لَكَ أَبَاكَ وَأَحْيَيْتُ لَكَ أَخَاكَ أَلَسْتَ تَعْلَمُ أَنِّي رَبُّكَ؟ فَيَقُولُ لَهُ: بَلَى، فَيَتَمَثَّلُ لَهُ الشَّيْطَانُ نَحْوَ أَبِيهِ وَنَحْوَ أَخِيهِ"

حتی کہ ان کے مرے ہوئے اونٹوں تک کو اپنے اوپر ایمان لانے کی شرط پر شیاطین کی شکل میں زندہ کر دے گا کما في مسند أحمد/٢٧٤٥١ " فَيَقُولُ: أَرَأَيْتَ إِنْ أَحْيَيْتُ لَكَ إِبِلَكَ، أَلَسْتَ تَعْلَمُ أَنِّي رَبُّكَ، فَيَقُولُ: بَلَى، فَيَتَمَثَّلُ لَهُ الشَّيْطَانُ نَحْوَ إِبِلِهِ كَأَحْسَنِ مَا كَانَتْ ضُرُوعًا وَأَعْظَمِهَا أَسْنِمَةً" کہ اچھا بتا اگر میں تیرے لئے تیرے اونٹوں کو زندہ کر دوں پھر بھی تو یقین نہیں کرے گا کہ میں تیرا رب ہوں؟ وہ دیہاتی کہے گا کیوں نہیں (میں تجھے ضرور اپنا رب مان لوں

گا) پھر دجال اس کے سامنے شیاطین کو اس کے اونٹوں کی مانند بنا کر پیش کرے گا، وہ اونٹ تھنوں اور کوہانوں کی بلندی کے اعتبار سے اس کے اونٹوں سے زیادہ اچھے ہوں گے۔

نیز لوگوں کی ابتلاء و آزمائش کی خاطر دجال کے ساتھ اس کے دائیں و بائیں دو نبیوں کے ہمشکل دو فرشتے بھی ہوں گے، جو اس کی تکذیب اس انداز سے کریں گے کہ سننے والوں کو ان کی تکذیب تصدیق معلوم ہو گی۔ **کما فی مسند أحمد "معه ملكان من الملائكة يشبهان نبيين من الانبياء"**

دجال کی ظاہری و عارضی قدرت

"و معه جبل من خبز و نهر من ماء" أخرجه أحمد و البيهقي. کہ اس کے پاس روٹیوں کا پہاڑ اور پانی کا دریا ہو گا یعنی پانی اور غذا وافر مقدار میں اس کے ساتھ ہو گی، **وفی مسند أحمد /٤٢٤ قال المغيرة رضي الله عنه قُلْتُ : (يَا رَسُولَ اللهِ) إِنَّهُمْ يَزْعُمُونَ أَنَّ مَعَهُ جِبَالَ الْخُبْزِ وَ أَنْهَارَ الْمَاءِ فَقَالَ : هُوَ أَهْوَنُ عَلَى اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ مِنْ ذَاكَ.** کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں کہ "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ "اس کے ساتھ روٹیوں کا پہاڑ اور پانی کی نہر ہو گی (تو پھر بھوکے پیاسے لوگ مجبوراً اس کی طرف جائیں گے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اس سب کے باوجود وہ اللہ کی نظر میں انتہائی حقیر و ذلیل ہو گا (یعنی اس کے باوجود اللہ تعالی اسے اس کی اجازت دے گا اور اسے اس پر قدرت دے گا، تاکہ لوگوں کو آزمائے کہ وہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں یا دجال پر، **"فيثبت المؤمن و يزل الكافر"** کہ مؤمن ثابت قدم رہے گا اور کافر لڑکھڑا جائے گا) تمام زندگی بخش وسائل پر اس کا قبضہ ہو گا، بلکہ اور دیگر قدرتی

وسائل مثلاً بارش وقحط سالی وغیرہ پر بھی اس کو دسترس حاصل ہوگی، چنانچہ جہاں چاہے گا برسائے گا اور جہاں چاہے گا دھول اڑے گی، جس کو چاہے گا کھلائے گا اور جسے چاہے گا ترسائے گا، **کما فی مسلم [۷۳۷۳] : "فَيَأْمُرُ السَّمَاءَ فَتُمْطِرُ وَالأَرْضَ فَتُنْبِتُ"** آسمان اس کے حکم پر بارش برسائے گا، زمیں اس کے حکم پر کھیتیاں اگائے گی، زمین اپنا پوشیدہ خزانہ اس کے حکم پر اگل دے گی، اس لئے بے تحاشہ دولت اور بے پناہ خزانے اس کے ساتھ ساتھ ایسے چلیں گے جیسے کہ شہد کی رانی مکھی کے پیچھے دیگر تمام مکھیاں چلتی ہیں۔ **کما فی مسلم [۷۳۷۳]: "وَيَمُرُّ بِالْخَرِبَةِ فَيَقُولُ لَهَا أَخْرِجِي كُنُوزَكِ. فَتَتْبَعُهُ كُنُوزُهَا كَيَعَاسِيبِ النَّحْلِ"** دنیادار ومادیت کے پجاری، روحانیت پر ایمان ویقین نہ رکھنے والے لوگ رال ٹپکاتے اس کے پیچھے پیچھے پھریں گے۔

وہ ایک نقلی جنت و دوزخ بھی اپنے ساتھ لائے گا **"وَإِنَّهُ يَجِيءُ مَعَهُ بِمِثْلِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ" [مسلم/۷۳۷۲]**، پانی کی ایک نہر اور آگ کی ایک خندق اس کے ساتھ ہوگی، لیکن حقیقت میں جس کو لوگ جنت سمجھ رہے ہوں گے وہ دوزخ ہوگی، **"فَالَّتِي يَقُولُ إِنَّهَا الْجَنَّةُ هِيَ النَّارُ" [۷۳۷۲]**، اور جس چیز کو لوگ پانی کی نہر سمجھ رہے ہوں گے وہ حقیقت میں آگ کی کھائی ہوگی اور جس چیز کو لوگ آگ سمجھ رہے ہوں گے وہ حقیقت میں شیریں وٹھنڈا پانی ہوگا، اب یا تو یہ دجال اپنی سحر کاری وشعبدہ بازی سے ایسا کر دکھائے گا یا یہ کہ اللہ رب العزت نے جس جنت ونار کو اس کے لئے مسخر کیا تھا اس کے باطن کو پلٹ دیں گے، دونوں باتوں کا احتمال ہے، **کما فی فتح الباري [ج۱۳ص۱۲٤] "فإما أن يكون الدجال ساحرا فيخيل الشئ بصورة عكسه واما ان يجعل الله باطن الجنة التى سخرها الدجال نارا وباطن النار جنة"**

ایسے نازک گھڑی میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی امت کے واسطے یہ ہدایت ہے کہ جو شخص دجال یا اس کی دوزخ کو پائے تو ہرگز اس کی اُلوہیت کی تکذیب وتردید سے نہ گھبرائے اور اس کی دوزخ اور آگ سے بالکل نہ ڈرے، بلکہ اس کی جھوٹی خدائی کا انکار کر کے اپنے آپ کو اس کی آگ میں ڈال دے، کیونکہ جس کو وہ آگ سمجھ رہا ہو گا وہ آگ نہیں بلکہ ٹھنڈا وخوشگوار پانی ہو گا، کما قال: **"وَإِنَّ مَعَهُ مَاءً وَنَارًا، فَأَمَّا الَّذِي يَرَاهُ النَّاسُ مَاءً، فَنَارٌ تُحْرِقُ، وَأَمَّا الَّذِي يَرَاهُ النَّاسُ نَارًا، فَمَاءٌ بَارِدٌ عَذْبٌ فَمَنْ أَدْرَكَ ذَلِكَ مِنْكُمْ، فَلْيَقَعْ فِي الَّذِي يَرَاهُ نَارًا، فَإِنَّهُ مَاءٌ عَذْبٌ طَيِّبٌ"** (رواہ مسلم/۷۳۷۰)

وہ مادرزاد اندھے اور برص میں مبتلا شخص کو بھی ٹھیک کر دے گا، "کما فی الطبراني و فتح الباری" یہ چمتکار دیکھ کر بکثرت عورتیں جو کہ عقیدہ کے باب میں بہت کمزور ہوتی ہیں، اس کی پیروکار ہو جائیں گی۔

اور وہ زندگی وموت پر بھی ظاہری قدرت رکھتا ہو گا، چنانچہ وہ ایک مؤمن نوجوان کو اپنی تلوار سے دو ٹکڑے کر کے اتنی دور پھینک دے گا کہ جتنا تیر انداز اور اس کے نشانہ کے درمیان فاصلہ ہوتا ہے اور پھر اس کو آواز دے گا تو وہ مقتول اللہ کے حکم سے اس کے آواز دینے پر زندہ ہو کر کھڑا ہو جائے گا اور مسکراتا ہوا، چمکتے چہرے کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہو جائے گا کما فی مسلم[۷۳۷۳]: **" ثُمَّ يَدْعُو رَجُلاً مُمْتَلِئًا شَبَابًا فَيَضْرِبُهُ بِالسَّيْفِ فَيَقْطَعُهُ جَزْلَتَيْنِ رَمْيَةَ الْغَرَضِ ثُمَّ يَدْعُوهُ فَيُقْبِلُ وَيَتَهَلَّلُ وَجْهُهُ يَضْحَكُ "**. لیکن اس کے بعد پھر وہ اس کو یا اس کے علاوہ کسی اور کو قتل اور زندہ نہ کر سکے گا۔

وہ من جانب اللہ ایسی قدرت کا حامل ہو گا کہ حضرت عیسی بن مریم علیہ السلام کے علاوہ کوئی اور شخص اسے قتل نہ کر سکے گا، زندگی وموت اور دیگر اشیاء

ووسائل پر اس کا اختیار محدود اور وقتی ہو گا جو اللہ رب العزت کی طرف سے بندوں کی آزمائش کی خاطر اسے دیا جائے گا اور پھر سلب کر لیا جائے گا، تاکہ معلوم ہو جائے کہ لوگ بے عیب، مستجمعِ جمیع کمالات ،ربُّ الارباب پر ایمان رکھتے ہیں یا کہ ناقصُ الخلقت، عیب دار مستجمعِ جمیعِ شر، دجال کذّاب پر؟

اس کے پیروکار

دجال کی خدائی پر ایمان لانے والے اور اس کی پیروی کرنے والے زیادہ تر یہود اور عورتیں ہوں گی اور ایسے لوگ ہوں گے جن کے چہرے موٹی ڈھال کی طرح ہوں گے یعنی گول موٹی کھال کے۔ کما فی مسند أحمد: "وَأَكْثَرُ تَبَعِهِ الْيَهُودُ وَالنِّسَاءُ" وفی الترمذي [۲۲۳۷] "يَتْبَعُهُ أَقْوَامٌ كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ"

اس مردِ مومن کا قصہ جس کو دجّال قتل کر کے زندہ کرے گا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دجّال (مدینہ منورہ میں داخل ہونے کے ارادہ سے) آئے گا جب کہ اس پر مدینہ کے راستوں پر داخل ہونا ممنوع اور حرام ہو گا تو وہ مدینہ منوّرہ کے قریب ایک نشیبی و بنجر جگہ میں قیام کرے گا، پھر (مدینہ منوّرہ سے نکل کر) ایک شخص اس کے پاس جائے گا جو اس زمانہ کے لوگوں میں سب سے بہتر ہو گا یا آپ نے یہ فرمایا کہ وہ بہترین لوگوں میں سے ہو گا، وہ شخص دجّال سے کہے گا کہ میں گواہی دیتا ہوں "تو وہی دجّال ہے کہ جس کے احوال رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بتائے ہیں" تو دجّال اپنے تابع داروں سے کہے گا کہ بتاؤ اگر میں اس شخص کو قتل

کر کے زندہ کر دوں تو تمہیں میرے معاملہ میں کوئی شک شبہ باقی رہے گا؟ اس کے تابع دار کہیں گے کہ ہر گز نہیں، پھر دجّال اس کو قتل کر کے زندہ کر دے گا وہ شخص زندہ ہونے کے بعد کہے گا خدائے پاک کی قسم! آج مجھے تیرے باطل پر ہونے کا جتنا یقین ہے اتنا پہلے نہیں تھا پھر دجّال اسکو دوبارہ قتل کرنے کا ارادہ کرے گا مگر وہ اسکو قتل نہیں کر سکے گا۔ "يَأْتِي الدَّجَّالُ، وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْهِ أَنْ يَدْخُلَ نِقَابَ المَدِينَةِ، فَيَنْزِلُ بَعْضَ السِّبَاخِ الَّتِي تَلِي المَدِينَةَ الخ" (بخاري /۷۱۳۲)

ایک دوسری روایت میں اس واقعہ کی تفصیل اس طرح منقول ہے کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا: جب دجال نکلے گا تو مؤمنین میں سے ایک مرد (اس کا شر رفع کرنے کے لیے) اس کی طرف روانہ ہو گا (راستے میں) دجال کے کچھ مسلح لوگ اس سے ملیں گے اور اس سے پوچھیں گے: کہاں جارہا ہے؟ وہ مرد مؤمن کہے گا: دجال کے پاس جارہا ہوں جو نکلا ہے، دجال کے پیروکار اس سے کہیں گے کیا تو ہمارے رب (دجال) پر ایمان نہیں لاتا؟ وہ مرد مؤمن کہے گا: ہمارے رب کی صفات پوشیدہ نہیں، دجال کے پیروکار کہیں گے: اس کو قتل کر دو پھر وہ آپس میں ایک دوسرے سے کہیں گے: کیا تمہارے رب (یعنی دجال) نے اس بات سے منع نہیں کیا کہ تم اس کے حکم کے بغیر کسی کو قتل کرو، پھر دجال کے پیروکار اس مرد مومن کو دجال کے پاس لے جائیں گے، جب وہ مرد مؤمن دجال کو دیکھے گا تو کہے گا: اے لوگو! یہ وہی دجال ہے جس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے کیا ہے، دجال (اس مردِ مؤمن کی یہ بات سنتے ہی آگ بگولا ہو جائے گا) اور اس کو چت لٹانے کا حکم دے گا تو اس کو چت لٹا دیا جائے گا پھر دجال کہے گا: اس کو پکڑو

اور اس کا سر توڑ دو، چنانچہ اس مرد مؤمن کو اتنا مارا جائے گا کہ اس کی پیٹھ اور پیٹ کشادہ ہو جائیں گے، پھر دجال کہے گا: کیا تو اب بھی مجھ پر ایمان نہیں لاتا؟ وہ مرد مؤمن کہے گا (ہرگز نہیں) تو جھوٹا مسیح ہے، پھر دجال اس کے بارے میں حکم دے گا تو آرے سے اس کو سر کی طرف سے چیرا جائے گا، یہاں تک کہ دونوں ٹانگوں کے بیچ سے اس کے دو ٹکڑے کر دیئے جائیں گے، پھر دجال (اپنے کارنامہ پر اتراتا ہوا) دونوں ٹکڑوں کے درمیان چلے گا، پھر اس سے کہے گا: کھڑا ہو جا! تو وہ (زندہ ہو کر) سیدھا کھڑا ہو جائے گا، پھر جب دجال اس مرد مؤمن سے کہے گا: کیا تو اب بھی مجھ پر ایمان نہیں لاتا؟ وہ مرد مؤمن کہے گا: (ہرگز نہیں!) اب تو میری بصیرت میں اور اضافہ ہو گیا (اور مجھے اچھی طرح معلوم ہو گیا کہ تو وہی جھوٹا مسیح ہے) پھر وہ مرد مؤمن کہے گا: لوگو! اچھی طرح جان لو کہ اس نے میرے ساتھ جو کچھ کیا ہے آئندہ کسی دوسرے آدمی کے ساتھ ایسا نہیں کر سکے گا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر دجال اس مرد مؤمن کو پکڑ کر ذبح کرنا چاہے گا تو اس کی گردن کو ہنسلی کی ہڈی تک تانبے کی طرح سخت بنا دیا جائے گا، جس کی وجہ سے دجال اس کو ذبح نہیں کر سکے گا، پھر دجال (جھنجھلا کر) اس کے دونوں ہاتھوں اور پیروں کو پکڑے گا اور اس کو (اپنی آگ میں) پھینک دے گا تو لوگ یہی خیال کریں گے کہ اس کو آگ میں پھینکا ہے حالانکہ وہ جنت میں پھینکا گیا ہو گا، اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ مرد مؤمن اللہ رب العزت کے نزدیک شہادت کے اعتبار سے لوگوں میں سب سے بڑا شہید ہے - **کما فی مسلم.**

سوال وجواب

سوال: مُردوں کو زندہ کر دینا تو معجزات انبیاء میں سے ایک عظیم الشان معجزہ شمار ہوتا ہے تو اس کا ظہور اس مفتری و کذاب مُدَّعِی اُلوہیت کافر کے ہاتھ کیسے ظاہر ہو گا؟ کیا اس سے معجزات انبیاء کے ساتھ التباس واشتباہ نہ ہو گا؟

جواب: اللہ رب العزت قادرِ مطلق وفعال لمایرید ہیں جو چاہیں کریں کسی کو دم زدن وچوں چرا کی کیا مجال!

اللہ رب العزت بندوں کی آزمائش اور مومن وکافر میں امتیاز پیدا کرنے کی خاطر دجال کو احیاء موتی و دیگر خوارق و استدراجات کی قدرت ارزانی فرمائیں گے "**کل ذلك محنة من الله و اختبار**" لیکن ساتھ ساتھ اس کے دعوی الوہیت کے بالکل معارض و مخالف دلیل بھی موجود ہو گی اور اس کے مُبطِل و مفتری اور کَذاب ہونے کی روشن علامات بھی اس کے ساتھ چسپاں ہوں گی جس کی وجہ سے ہر صاحبِ ایمان بآسانی اس کی تکذیب و تردید کرلے گا، وہ اس طرح کہ وہ کانا وناقص الخلقت ہو گا اس کی پیشانی پر لفظ کفر صاف کندہ ہو گا جس کو ہر شخص پڑھ لے گا، اب اگر یہ واقعی خدا ہوتا تو سب سے پہلے اپنی ذات سے کانا ہونے کے عیب کو دور کرتا اور اپنی پیشانی سے کفر کے دھبے کو مٹاتا یہ کیسا عاجز و بے بس خدا ہے کہ دوسروں کو تو جنت بانٹتا پھر رہاہے خود اپنی ذات سے ازالۂ عیب پر قدرت نہیں رکھتا!، اور معجزات انبیاء تو ہر قسم کے معارضہ سے بالکل پاک صاف ہوتے ہیں ان کے ساتھ تو صرف اور صرف ان کے دعویٔ نبوت ورسالت کی تائید ہی تائید ہوتی ہے، پس دجال کے احیاء موتی و دیگر خوارق و استدراجات سے نہ تو مومنین کو اس کی تکذیب و تردید میں کوئی مشکل پیش آئے گی اور نہ ہی معجزات

انبیاء کے ساتھ کسی قسم کا التباس وہ اشتباہ پیدا ہو گا، کما فی فتح الباري ج۱۳ص ۱۲۸: فالجواب انه على سبيل الفتنة للعباد اذ كان عندهم ما يدل على أنه مبطل غير محق في دعواه وهو أنه أعور مكتوب علي جبهته كافر يقرأه كل مسلم فدعواه داحضة مع وسم الكفر و نقص الذات و القدر إذ لو كان إلها لأزال ذلك عن وجهه و آيات الانبياء سالمة من المعارضة فلا يشتبهان

دجال کی تصدیق و تکذیب کرنے والوں کا دنیاوی و اخروی انجام

مصّدقین: دجال کذاب اپنی تصدیق کرنے والوں کی زمینوں پر خوب بارش برسائے گا، جس سے ان کی زمینیں لالہ زار ہو جائیں گی اور ان کے کھیت و باغات خوب خوب غلہ و پھل دیں گے اور ان کے مویشی خوب فربہ اور موٹے ہو جائیں گے اور ان کے تھن دودھ سے بالکل بھر جائیں گے کما فی مسلم [۷۳۷۳]: " فَيَأْتِي عَلَى الْقَوْمِ فَيَدْعُوهُمْ فَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَجِيبُونَ لَهُ فَيَأْمُرُ السَّمَاءَ فَتُمْطِرُ وَالأَرْضَ فَتُنْبِتُ فَتَرُوحُ عَلَيْهِمْ سَارِحَتُهُمْ أَطْوَلَ مَا كَانَتْ ذُرًى وَأَسْبَغَهُ ضُرُوعًا وَأَمَدَّهُ خَوَاصِرَ "

اور وہ اپنے پیروکاروں کو اپنی نقلی جنت میں داخل کر دے گا جس سے بظاہر وہ لوگ بڑے راحت و آرام میں معلوم ہوں گے، لیکن یہ سب اس کی نظر بندی اور شعبدہ بازی ہو گی اور اس کی حقیقت اس سراب سے زیادہ کچھ نہ ہو گی جو ایک پیاسے کو دور سے پانی معلوم ہوتا ہے، کما فی البخاري [۳۴۵۰]: " وَأَمَا الَّذِي يَرَى النَّاسُ أَنَّهُ مَاءٌ بَارِدٌ فَنَارٌ تُحْرِقُ "کہ جس کو لوگ ٹھنڈا پانی سمجھ رہے ہوں گے وہ آتش سوزاں ہو گی" غرض یہ کہ نظر کچھ آرہا ہو گا جبکہ حقیقت اس کے پیچھے کچھ اور ہو گی۔ بلکہ اس ملعون و مردود کے ہاتھ پر جو کچھ خوارق و استدراجات

ظاہر ہوں گے وہ سب بے حقیقت صورتیں ہوں گی جس سے باطل پرست اور خواہشات کے بندے تو دھوکہ کھاکر گمراہی کا شکار ہوں گے اور مؤمنین و مخلصین ثابت قدم رہیں گے، ان کے ایمان و یقین میں ان دجالی استدراجات سے مزید پختگی آئے گی۔ **كما في فتح الباري ج ۱۷ ص ۱۱۷: "لا يجعل له ذلك حقيقة وإنماهو تخييل وتشبيه على الأبصار فيثبت المؤمن ويذل الكافر".**

اور مصدقین کا اخروی انجام یہ ہو گا کہ اس جھوٹے مدعیِ خدائیت والوہیت پر ایمان لانے والے اس خدائی ابتلاء و آزمائش میں ناکام و نامراد ثابت ہوں گے اور عند اللہ و عند الشرع مرتد و کافر قرار پائیں گے، جس کے سبب ان کے تمام اعمال اکارت و بے کار ہو جائیں گے، اور وہ آخرت میں دوزخ کا ایندھن بنیں گے۔

مکذّبین: اس کے برعکس وہ اپنی تکذیب و تردید کرنے والوں کو اپنی نقلی و جھوٹی دوزخ میں پھینکے گا۔ اور ان پر ایسی قحط سالی مسلط کر دے گا کہ جس سے ان کے سب مویشی ہلاک اور انکی سب زمینیں سیم زدہ بنجر میں تبدیل ہو جائیں گی اور وہ خالی ہاتھ ہو جائیں گے اور دانہ دانہ کے لئے ترس جائیں گے **كما في مسلم [۷۳۷۳]: "ثُمَّ يَأْتِي الْقَوْمَ فَيَدْعُوهُمْ فَيَرُدُّونَ عَلَيْهِ قَوْلَهُ فَيَنْصَرِفُ عَنْهُمْ فَيُصْبِحُونَ مُمْحِلِينَ لَيْسَ بِأَيْدِيهِمْ شَيْءٌ مِنْ أَمْوَالِهِمْ"** (کہ پھر وہ لوگوں کے پاس آئے گا اور انہیں اپنی خدائی کی طرف دعوت دے گا وہ لوگ اس کی دعوت ٹھکرادیں گے اس کے نتیجے میں وہ لوگ اس حال میں لوٹیں گے کہ قحط میں مبتلا ہو جائیں گے اور ان کے ہاتھوں میں کچھ مال نہ بچے گا) روٹی و پانی کی بجائے تسبیح و تہلیل ان کی غذا و خوراک ہو گی جس سے اللہ رب العزت ان کی غذائی ضرورت پوری فرما دے گا۔ **كما في ابن ماجه [۴۰۷۷]: "قِيلَ: فَمَايُعِيشُ النَّاسَ فِي ذَلِكَ الزَّمَانِ؟ قَالَ التَّهْلِيلُ، وَالتَّكْبِيرُ، وَالتَّسْبِيحُ، وَالتَّحْمِيدُ، وَيُجْرَى ذَلِكَ**

عَلَيْهِمْ مُجْرَى الطَّعَام"(کہ پوچھا گیا یارسول اللہ ﷺ ان دنوں کونسی چیز لوگوں کے لئے حیات بخش ہوگی آپ ﷺ نے فرمایا تسبیح، تحمید، تکبیر، کھانے پینے کی جگہ سرایت کرجائے گی) وفی مسند أحمد: "يُجْزِيهِمْ مَا يُجْزِي أَهْلَ السَّمَاءِ مِنَ التَّسْبِيحِ وَالتَّقْدِيسِ" (کہ اس وقت مؤمنین کے لئے وہ چیز کافی ہوگی جو آسمان والوں یعنی فرشتوں کے لئے کافی ہوتی ہے یعنی تسبیح وتقدیس)

غرض یہ کہ اہل ایمان اس کی تکذیب و تردید کرنے کی وجہ سے شدید مصائب و آلام کے شکار ہوں گے۔ کما فی البزار: "فَيَلْقَى الْمُؤْمِنُونَ مِنهُ شِدَّةً شَدِيدَةً". لیکن خیال رہے کہ اس کی تکذیب کرنے والے لوگ اگرچہ اس وقت ظاہری طور پر دیکھنے میں انتہائی مشقت وتکلیف میں ہوں گے، لیکن حقیقت میں وہ اپنے امتحان کے اندر سو فیصد کامیاب ثابت ہوں گے اور عند اللہ فائز المرام قرار دیئے جائیں گے اور اللہ رب العزت ان کے اس فتنۂ عظیم اور اس نازک آزمائش میں ثابت قدمی کی بدولت ان کے سارے گناہ معاف فرما دے گا اور انہیں جنت کے اعلیٰ مراتب پر فائز فرمائے گا۔

مقامِ خوف

قارئین کرام! ابھی آپ نے دجال کے محیرّ العقول چمتکار اور اس کی شعبدہ بازیوں کا حال ملاحظہ فرمایا کہ وہ ایمان ویقین کو مشکوک ومتزلزل کرنے کے اعتبار سے کس قدر بھیانک وسنگین ہوں گی کہ اَلامان والحفیظ اور وہ ملعون اہل ایمان کو ان کے ایمان سے برگشتہ کرنے کے واسطے کیسے کیسے حربے وہتھکنڈے استعمال کرے گا۔

اب ذرا ہم بھی اپنے گردوپیش کے احوال وکوائف کا مشاہدہ کریں اور اپنی

دین داری و قوت ایمانی کا جائزہ لیں کہ کیا ہم میں اس فتنۂ عظیم کا سامنا کرنے اور اس کے مقابلہ میں ڈٹنے کی ہمت و قوت موجود ہے؟

جبکہ ہماری ناگفتہ بہ حالت و کیفیت یہ ہے کہ ہم دنیوی تَنَعُّم و تَعَیُّش اور اس کے راحت و آرام کے عادی و خوگر ہو چکے ہیں۔ استلذاذِ نفس اور خواہشات نفسانی کی پیروی کی ایسی بری لت پڑ گئی ہے کہ جس کے لئے ہم ہر ابھرتی قوت و ہر چڑھتے سورج کی پوجا کرنے کے لئے تیار ہیں۔ فرمانِ خدا اور رسول اور حکمِ شریعت و سنت تک کی پرواہ نہیں کرتے۔ اپنے ذاتی و ادنی موہوم دنیوی فائدہ کی خاطر ہر سیاسی قائد و لیڈر کا دامن و جھنڈا تھام لیتے ہیں۔ اور ہر معمولی عہدہ و پاور دار کے ساتھ وابستگی رکھنے اور اس کے پیچھے چلنے اور اس کی جھوٹی مدح سرائی میں کوئی عار و ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے۔ اغراضِ نفسانی اور دنیاوی فوائد سمیٹنے کی خاطر، ہر ابھرتی طاقت سے مرعوب ہو کر اس کے پیچھے ہو لینے کی ہماری عادت بن چکی ہے۔ بیماری و آزاری اور مشکل و پریشانی کی حالت میں ہر قسم کا ٹونہ و ٹوٹکہ کرنا جائز ہم سمجھ بیٹھتے ہیں، قطعِ نظر اس کے کہ مسلم ہو یا کافر، نیک ہو یا بد ہر طرح کے سادھو سنت، بابا و عامل کا چکر لگانے میں کوئی گناہ نہیں سمجھتے، حصولِ صحت و حصولِ اولاد کی خاطر آستانے و مزارات پر حاضری دینے حتی کہ غیر اللہ کے نام نذر و نیاز اور ذبح و قربانی جیسے کفریہ و شرکیہ اعمال و افعال کر گزرنے سے گریز نہیں کرتے۔

زمانہ کے قدم بہ قدم چل کر فوائد سمیٹنا، چڑھتے سورج کی پوجا کرنا، جیسا دیش ویسا بھیس کے فارمولے پر عمل کرنا لوگوں کا نظریہ و عندیہ بن چکا ہے۔

اب ذرا سوچئے اور غور کیجئے کہ ایسی نازک صورت حال میں اگر دجال اکبر نکلتا ہے تو اس کے محیر العقول خوارق قدرت چمتکار دیکھنے کے بعد لوگوں کے ایمان و یقین کیسے سلامت رہ سکتے ہیں!

خیال رہے کہ اس کے دامِ تزویر میں پھنسنے اور اس کی شعبدہ بازی سے سلامت رہنے اور اس کی فریب کاریوں سے محفوظ رہنے کی بس یہی صورت اور طریقہ ہے کہ راحت و آرام کے بجائے مشقت و جفاکشی کی عادت ڈالی جائے۔ خارجی و داخلی دونوں طریقوں پر حتی الامکان جدید ٹیکنالوجی اور مصنوعی اشیاء کے استعمال سے بچا جائے اور ان کے بجائے قدرتی و دیسی چیزوں کے استعمال کی عادت ڈالی جائے۔ دنیاوی اسباب و وسائل اور مادیت پر تکیہ و توکل کرنے کے بجائے روحانیت اور ذاتِ خدا تعالیٰ پر کامل اعتقاد و بھروسہ کیا جائے۔

فانی لذاتِ دنیا کے پیچھے پڑنے کے بجائے دنیوی و اخروی راحت و آرام کی فکر کی جائے۔ زندگی کے ہر شعبہ و ہر مقام پر امورِ آخرت کو امورِ دنیا پر ترجیح و فوقیت دی جائے۔ اور سب سے اہم چیز یہ ہے کہ اس فتنۂ عظیم سے بچنے کی احادیثِ رسول میں جو تدابیر اور جو امور بتائے گئے ہیں اس کو حرزِ جان بنایا جائے، ورنہ اس کے بغیر اس سنگین و عظیم فتنہ سے بچنے کی کوئی بھی شکل نہیں۔

فتنۂ دجال سے بچنے کی تدابیر

(۱) تعلق مع اللہ۔ اہلِ سنت والجماعت کے عقیدے کے مطابق اللہ رب العزت کی ذات وصفات کی معرفت و پہچان کی فکر، تقوی وطہارت پر محافظت کے ذریعے اس کے شر و فتن سے بچنے کی کوشش۔ (۲) ہر نماز کے بعد خلوصِ دل کے ساتھ بچنے کی دعا۔ (۳) اللہ رب العزت پر مضبوط و کامل یقین۔ (۴) اہلِ حق کے ساتھ وابستگی۔ (۵) جہاد اور نفر فی سبیل اللہ۔ (۶) دین کے لئے فدائیت و فنائیت کا سچا جذبہ۔ (۷) فتنۂ عام کی صورت میں خَلوت کو جَلوت پر ترجیح۔ (۸) مغربی تہذیب و تمدن سے نفرت اور سنت و شریعت سے محبت۔ (۹) مغربی و یورپی

ممالک کے بجائے حرمین شریفین مکہ و مدینہ، بیت المقدس اور ملکِ شام کی سکونت۔ (۱۰) مادّیت پرستی و زر اندوزی کے بجائے روحانیت پر اعتمادِ کلّی اور آخرت کی تیاری، مال واولاد کے فتنہ میں پڑنے سے بچنے کی پوری کوشش (۱۱) بروزِ جمعہ سورہ کہف کی تلاوت کرنا، کثرتِ تسبیح و تحمید اور تہلیل کی پابندی۔ (۱۲) ظہور مہدی کے وقت ان کے ہاتھ پر بیعت اور ان کے لشکر میں شرکت و شمولیت۔ (۱۳) اور خروج دجال کے وقت اس سے دور بھاگنے کی کوشش تاکہ اس کا سامنا ہی نہ ہو کیوں کہ سامنا ہونے کے بعد اس کے فتنہ سے محفوظ رہنا بہت مشکل ہے۔ کما ورد فی سنن أبي داود [٤٣١٩] : قال النبی ﷺ: "مَنْ سَمِعَ بِالدَّجَّالِ فَلْيَنْأَ عَنْهُ، فَوَاللهِ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَأْتِيهِ وَهُوَ يَحْسِبُ أَنَّهُ مُؤْمِنٌ فَيَتَّبِعُهُ، مِمَّا يُبْعَثُ بِهِ مِنَ الشُّبُهَاتِ، أَوْ لِمَا يُبْعَثُ بِهِ مِنَ الشُّبُهَاتِ" : جو شخص دجال کے نکلنے کی خبر سنے وہ اس سے دور رہے، خدائے پاک کی قسم! ایک مرد دجال کے پاس آئے گا اور اس کا گمان ہو گا کہ وہ مؤمن ہے لیکن اشتباہ میں ڈالنے والی جن چیزوں کے ساتھ اس کو بھیجا جائے گا ان کی وجہ سے وہ اس کا تابع اور فرماں بردار ہو جائے گا۔ اور اگر خدا نخواستہ سامنا ہو ہی جائے تو اس پر سورہ کہف کی ابتدائی آیتوں کا پڑھنا۔ کما قال النبی ﷺ: "فَمَنْ أَدْرَكَهُ مِنْكُمْ فَلْيَقْرَأْ عَلَيْهِ فَوَاتِحَ سُورَةِ الْكَهْفِ، فَإِنَّهَا جِوَارُكُمْ مِنْ فِتْنَتِهِ." [سنن أبو داود: ٤٣٢١] اور اس کے منہ پر تھونک کر اس کی مخالفت پر کمر بستہ ہو جانا کما فی المستدرک علی الصحیحین [٨٦٨٥] " فَمَنْ لَقِيَهُ مِنْكُمْ فَلْيَتْفُلْ فِي وَجْهِهِ " نیز روزانہ بتدبّر و تفکّر سورہ کہف کی ابتدائی تین آیتوں کی تلاوت۔ کما قال النبی ﷺ "من قَرَأَ ثَلَاثَ آيَاتٍ مِن أَوَّلِ الكَهْفِ عُصِمَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّال" (سنن ترمذي/٢٨٨٦) کہ جو شخص سورۂ کہف کی ابتدائی تین آیتوں کی تلاوت

کرے گا وہ فتنۂ دجال سے محفوظ رہے گا۔ یا سورۂ کہف کی اول یا آخر کی دس آیتوں کو زبانی یاد کرنا اور پڑھنا۔ **کما فی مسلم [۱۸۸۳]: مَنْ حَفِظَ عَشْرَ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ سُورَةِ الْكَهْفِ عُصِمَ مِن فتنة الدَّجَّالِ". قال مسلم [۱۸۸٤]: " قَالَ شُعْبَةُ: مِنْ آخِرِ الْكَهْفِ، وقَالَ هَمَّامٌ: مِنْ أَوَّلِ الْكَهْفِ، كَمَا قَالَ هِشَامٌ"**

(۱۴) دجال کے متعلق وارد ہونے والی تمام احادیثِ رسول کو تحریف و تأویل کے بغیر حق وسچ سمجھنا اور لوگوں تک ان کے پہنچانے و پھیلانے کی کوشش کرنا۔

سوال وجواب

سوال: جب خروجِ دجال قربِ قیامت میں نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ و سلم کی امت میں ہونے والا تھا تو پھر دیگر انبیاء علیہم السلام نے اپنی امتوں کو اس کے فتنہ سے کیوں ڈرایا؟

جواب(۱): انبیائے سابقین کو صرف فتنۂ دجال کا علم دیا گیا تھا وقتِ خروج وزمانِ خروج کا نہیں۔ **کما فی بذل المجهود والجواب انّه كان وقت خروجه اخفى على نوح ومن بعده ولم يذكر لهم وقت خروجه فحذروا قومهم من فتنته.** بلکہ ابتداءً خود آنحضور صلی اللہ علیہ سلم کو بھی متعین طور پر اس کے خروج کے وقت کا علم نہ تھا۔

جواب(۲): انبیاء علیہم السلام کو تو اِس بات کا علم تھا کہ اس کا خروج نبی آخر الزماں کی بعثت کے بعد ہو گا، لیکن اس کے باوجود ڈرانا در حقیقت اپنی امّت کو ڈرانے کے لئے نہیں تھا، بلکہ یہ بات بتلانے اور اس بات پر ادائیگئ شکر کے واسطے تھا، کہ دیکھو! دجال اپنے زمانے کا بہت بڑا فتنہ ہو گا، اللہ رب العزت کا شکر ادا کرو اور امتثالِ اوامر و اجتنابِ نواہی میں کوشش کرو کہ اس نے تمہیں ایسے بڑے اور

بھیانک فتنہ سے محفوظ رکھا ہے۔

جواب(۳): انبیائے سابقین کا اپنی امتوں کو ڈرانا در حقیقت امتِ محمدیہ کو ڈرانا تھا تاکہ وہ اس سے اچھی طرح چوکنا رہیں اور محفوظ رہنے کی کوشش کریں اور ان کے ذہنوں میں اس فتنے کی اہمیت اور اس کی سنگینی اچھی طرح جاگزیں ہو جائے کہ جب ایسی امتوں کو ڈرایا گیا کہ جن کو اس سے سابقہ پڑنے والا نہ تھا تو پھر ہمیں کتنا محتاط و چوکنا رہنے کی ضرورت ہے کہ جس کے لئے یہ فتنہ بنایا و باقی رکھا گیا ہے۔[کما فی حاشیۃ البذل ج۱۹ص۳]

بل المعنی انذروا قومھم عن شدۃ اھوالہ کی یشکر اللہ عز اسمہ انہ انجاھم عن ذالک وایضا لمّا یکون الانذار لامّۃ محمّد ﷺ غیر متوارث عن آبائھم کابرا عن کابر یکون اوقع لنفوسھم وادھش لقلوبھم۔

جواب(۴): جس طرح اس امت کے فرقۂ قدریّہ کو انکارِ تقدیر کیوجہ سے خواہ وہ زمانۂ دجال پائیں یا نہ پائیں گروہِ دجال قرار دیا گیا ہے اوران کا حشر دجال کے ساتھ ہونے کی بات حدیث پاک میں وارد ہوئی ہے۔ **کما قال النبی ﷺ "لِكُلِّ أُمَّةٍ مَجُوسٌ وَمَجُوسُ هَذِهِ الْأُمَّةِ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا قَدَرَ، مَنْ مَاتَ مِنْهُمْ فَلَا تَشْهَدُوا جَنَازَتَهُ، وَمَنْ مَرِضَ مِنْهُمْ فَلَا تَعُودُوهُمْ، وَهُمْ شِيعَةُ الدَّجَّالِ، وَحَقٌّ عَلَى اللَّهِ أَنْ يُلْحِقَهُمْ بِالدَّجَّالِ" [سنن أبي داود: ۴۶۹۲]** (ہر امت کے مجوس ہیں اور اس امت کے مجوس وہ لوگ ہیں جو تقدیر کا انکار کرتے ہیں ان میں کا جو مر جائے اس کے جنازہ میں شریک نہ ہو اور جو بیمار ہو اس کی عیادت کے لئے نہ جاؤ وہ دجالی گروہ ہیں اور اللہ نے یہ بات طے کر دی ہے کہ ان کو دجال سے ملا دے گا) تو ممکن ہے کہ اسی طرح اممِ سابقہ کے بھی کچھ لوگوں کا حشر ان کے دجّالی کرتوتوں کی بنا پر دجال کے ساتھ ہونے والا تھا اس لئے انبیائے

سابقین نے اپنی امتوں کو اس کے فتنوں اور اس کی کارستانیوں سے ڈرایا اور آگاہ کیا۔ [کمافی حاشیة البذل ج۱۹ص:۳ والأوجه عندي أن بعض من لم يدرکه أيضا يبعث معه کما ورد فی القدرية و قاتلي عثمان، فلعله يکون منهم أهل الأمم السابقة.]

تعارض

حدیث: "مَا بَيْنَ خَلْقِ آدَمَ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ أَمْرٌ أَكْبَرُ مِنَ الدَّجَّالِ" [مسلم:۷۳۹٦] کہ آدم علیہ السلام کی پیدائش سے قیامت قائم ہونے تک دجال کے فتنہ سے بڑا کوئی فتنہ نہیں۔ اور دوسری حدیث: غَيْرُ الدَّجَّالِ أَخْوَفُنِي عَلَيْكُمْ" [مسلم:۷۳۷۳] کہ مجھ کو تم پر فتنۂ دجال سے زیادہ دوسرے فتنوں کا اندیشہ ہے۔ یہ دونوں حدیثیں باہم متعارض ہیں؟

رفعِ تعارض

رفع تعارض یہ ہے کہ حدیثِ ثانی میں 'علیکم' کا مصداق بالخصوص صحابۂ کرام ہیں اور آنحضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے صحابہ کے متعلق جن فتنوں میں مبتلا ہونے کا قوی اندیشہ تھا وہ فتنے چونکہ فتنۂ دجال سے پہلے تھے اور متیقن قریب الوقوع فتنہ ' بعید مظنون الوقوع سے زیادہ اخوف ہوتا ہے، اگرچہ بعید مظنون الوقوع زیادہ اعظم اور زیادہ اشد کیوں نہ ہو، اس لئے دونوں حدیثیں اپنے اپنے موقع پر صحیح ہیں۔ کما فی فتح الباري: لأن الذي خافه عليهم أقرب إليهم من الدجال فالقريب المتيقن وقوعه لمن يخاف عليه يشتد الخوف منه على البعيد المظنون وقوعه به ولو کان أشد. (ج ١٤ ص ٨٩)

سوال: کیا دجّال کذاب فی الحال دنیا میں موجود ہے؟

جواب: جی ہاں! دجال فی الحال دنیا میں موجود ہے۔ آنحضور ﷺ کے زمانہ ہی میں بعض جزائر میں محبوس ومقیّد تھا جیسا کہ حدیثِ تمیم داری اس پر دلالت کرتی ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں، كما في سنن أبي داود[٤٣٢٥]: "فَإِذَا رَجُلٌ يَجُرُّ شَعْرَهُ، مُسَلْسَلٌ فِي الْأَغْلَالِ، يَنْزُو فِيمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، فَقُلْتُ: مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ: أَنَا الدَّجَّالُ" وفي رواية : "فَإِذَا فِيهِ أَعْظَمُ إِنْسَانٍ مَارَأَيْنَاهُ قَطُّ خَلْقًا، وَأَشَدُّهُ وَثَاقًا مَجْمُوعَةٌ يَدَاهُ إِلَى عُنُقِهِ" (سنن أبي داود/٤٣٢٦) کہ وہاں جا کر ہم کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بڑے جسم و بڑے ڈیل ڈول والا انسان ہے ویسا انسان ہم نے کبھی دیکھا ہی نہیں جو اپنی خِلقت کے اعتبار سے بھی بہت بڑا تھا اور بہت سخت طریقہ پر زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا اس کے ہاتھ (پاؤں) گردن سے بندھے ہوئے تھے، زنجیروں میں مضبوط جکڑے ہونے کے ساتھ اوپر کی طرف لٹکا ہوا تھا اور اُچھل کود رہا تھا میرے سوال کرنے پر کہ تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا: "أَنَا الدَّجَّالُ" کہ میں دجّال ہوں اور کہا: " وَإِنَّهُ يُوشُكُ أَنْ يُؤْذَنَ لِي فِي الْخُرُوجِ" (سنن أبي داود/٤٣٢٦) کہ اُمّید ہے کہ مجھے جلد ہی نکلنے کی اجازت مل جائے گی۔

اور آنحضور ﷺ نے بھی اس کے موجود ہونے کی خبر دی ہے كما قال: " وَإِنَّهُ فِي بَحْرِ الشَّامِ أَوْ بَحْرِ الْيَمَنِ " (سنن أبي داود /۴۳۲۶) (کہ وہ شام کے سمندر میں ہے یا یمن) اور شرح عقائد کی شرح 'نبراس' میں ہے: "وهل الدجّال موجود أو يتولّد فالصحيح هو الأول" (کہ کیا دجال موجود ہے یا بعد میں پیدا ہوگا تو صحیح پہلی بات ہے) یعنی وہ فی الحال موجود ہے۔

ایک وہم کا ازالہ

سوال: دجال ابھی تک زندہ اور باقی کیسے ہے؟ جب کہ آپ صلی اللہ علیہ و سلم نے اپنی وفات سے ایک ماہ قبل یوں ارشاد فرمایا تھا "کہ آج کی اس رات زمین پر جو لوگ موجود ہیں، سو سال گزرنے پر وہ سب دنیا سے رخصت ہو جائیں گے، ان میں سے کوئی بھی نہ بچے گا" پس حدیث کی عمومیت تو موتِ دجال کا تقاضا کرتی ہے، كما فی مسلم[٦٤٨٩]: "عن عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنه قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ، صَلَاةَ الْعِشَاءِ، فِي آخِرِ حَيَاتِهِ، فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ فَقَالَ: أَرَأَيْتَكُمْ لَيْلَتَكُمْ هَذِهِ؟ فَإِنَّ عَلَى رَأْسِ مِائَةِ سَنَةٍ مِنْهَا لَا يَبْقَى مِمَّنْ هُوَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَحَدٌ. (کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک رات ہمیں نمازِ عشاء پڑھائی اپنی حیاتِ طیبہ کے آخری دور میں پس جب آپ نے سلام پھیرا تو کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا اپنی اس رات کو دھیان میں رکھو کیوں کہ اس رات سے سو سال پورا ہونے تک زمین پر موجود کوئی فردِ بشر نہ بچے گا (جو موت کی آغوش میں نہ چلا جائے)

جواب(۱): دجال اس عموم سے مستثنیٰ ہے، کیونکہ اس کی تخلیق تو اسکو قربِ قیامت تک باقی رکھنے کے لئے ہوئی ہے۔

جواب(۲): آپ صلی اللہ علیہ و سلم کی یہ پیشن گوئی طبقۂ صحابہ کے تعلق سے تھی، کہ آج سے ایک صدی گزرنے تک میرے تمام صحابہ دنیا سے رخصت ہو جائیں گے، چنانچہ سب سے آخری صحابی کی وفات ۱۱۰ ہجری میں ہوئی۔

جواب(۳): حدیث پاک میں "علی وجہ الارض" مذکور ہے، کہ روئے

زمین پر موجود لوگوں میں سے کوئی نہیں بچے گا، جبکہ دجال تو سمندر میں ہے، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیثِ تمیم داری میں فرمایا "ألا إنه فی بحر الشام أو بحر الیمن"، پس "علی وجه الأرض" کی قید سے دجال مستثنیٰ ہو گیا۔

جواب(۴): دجال اکبر زمین پر نہیں زمین سے اوپر فضاء میں بندھا اور لٹکا ہے جیسا کہ حدیث تمیم داری کے الفاظ "وَأَشَدُّهُ وِثَاقًا مَجْمُوعَةٌ یَدَاهُ إِلَی عُنُقِهِ" وقال: "مُسَلْسَلٌ فِی الأَغْلاَلِ یَنْزُو فِیمَا بَیْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ" اس پر دلالت کرتے ہیں کہ اس کے ہاتھ (پاؤں) گردن کی طرف مضبوط طریقہ پر بندھے ہوئے تھے، زنجیروں میں جکڑے ہونے کے ساتھ اوپر کی طرف لٹکا ہوا آسمان و زمین کے درمیان اچھل کود رہا تھا۔

دجال تک کسی کی رسائی کیوں نہیں!

سوال: تعجب ہے کہ جب دجال اکبر پیدا ہو چکا ہے اور فی الحال دنیا میں موجود ہے تو تمیم داری رضی اللہ عنہ کے علاوہ اس تک کسی کی رسائی کیوں نہیں؟ اور وہ کسی کو نظر کیوں نہیں آتا؟ جبکہ اس سائنس اور ٹیکنالوجی کے زمانہ میں ایسے ایسے سیٹیلائٹ اور خوردبین آلات ایجاد ہو چکے ہیں جو زیرِ آب و زیرِ زمین تک کی اشیاء کو ڈھونڈھ نکالتے ہیں اور بآسانی ان کی تصویریں لینے میں کامیاب ہو جاتے ہیں؟

جواب: قادرِ مطلق خدا تعالیٰ کے سامنے تمام انسانی قوتیں (کمثل بیت العنکبوت) مکڑی کے جالے کی طرح ہیں۔ انسان سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں خواہ کتنی ہی ترقی کیوں نہ کر لے، لیکن تدبیرِ خدا و نظامِ قدرت کے سامنے بالکل بے بس ہے۔ پس جسے خدا تعالیٰ ایک متعینہ وقت تک مخلوق سے

پوشیدہ رکھنا چاہیں اسے وقت سے پہلے کوئی چیز آشکارہ وظاہر کیسے کر سکتی ہے؟ اور اس تک کسی کی رسائی کیونکر ممکن ہو سکتی ہے؟

تعجب ہے کہ دجال ابھی تک جوان ہے!

سوال: دجال کذاب عندالخروج جوان العمر ہو گا۔ کما جاء فی الحدیث: "إِنَّهُ شَابٌ"[۱]۔ حالانکہ وہ آج سے چودہ سو سال قبل حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے زمانے سے موجود ہے، جیسا کہ ابھی اوپر مذکور ہوا، تو بڑے تعجب کی بات ہے کہ اتنے مرورِ زمانہ کے باوجود نہ بوڑھا ہوا اور نہ مرا؟

جواب: اللہ رب العزت نے جب دجال کو قیامت تک جوان العمر رہنے ہی کے لئے پیدا کیا ہے تو بھلا اسے موت اس سے قبل کیسے آسکتی ہے؟ اور لیل ونہار کی گردش اسے بوڑھا کیسے بنا سکتی ہے؟

جو قادرِ مطلق ذات ساعتوں میں خراب ہونے والی اشیاء یعنی کھانے پینے والی چیزوں کو سو برس تک (جیسا کہ واقعۂ عزیر میں) اور سونے والوں کو تین سو برس سے زائد تک (جیسا کہ واقعۂ اصحابِ کہف میں ہے) سڑنے گلنے اور تغیر و تبدل سے بچا سکتی ہے وہ اگر دجال کو بڑھاپے اور موت سے بچائے رکھے تو کون سے تعجب کی بات ہے؟ کما فی القرآن الکریم: فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَ شَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ" [سورۃ البقرۃ: الآیۃ:۲۵۹] (پس تو اپنے کھانے پینے کی چیزوں کو دیکھ کہ وہ ذرا بھی گلی سڑی نہیں) وقال: "وَ لَبِثُوْا فِیْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِیْنَ وَ ازْدَادُوْا تِسْعًا" [سورۃ الکھف: الآیۃ: ۲۵] (اور وہ "یعنی اصحاب کہف" اپنے غار میں تین سو سال اور

مزید نو سال "سوتے" رہے)

دجال کو کس نے قید کیا؟

سوال: دجال کو محبوس و مقید کیا کس نے؟

جواب: جس قادر مطلق ذات نے اس تک لوگوں کی رسائی روک رکھی ہے اسی ذات نے اسے محبوس و مقید بھی کیا ہے۔ خواہ فرشتوں کے ذریعے اسے مقید و پابزنجیر کرایا ہو خواہ حضرت سلیمان علیہ السلام وغیرہ کسی بادشاہ کے ذریعہ۔ واللہ اَعلم بالصواب.

تمیمِ داری کے دجّال کو دیکھنے کا واقعہ

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنھا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے منادی کو یہ اعلان کرتے ہوئے سنا "**الصلاۃُ جامعة**" کہ اے لوگو! نماز کے لیے جمع ہو جاؤ! لوگ جمع ہو گئے، میں بھی مسجد کی طرف روانہ ہو گئی نماز سے فراغت کے بعد آپ مسکراتے ہوئے منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا کہ ہر شخص اپنی اپنی جگہ بیٹھا رہے پھر فرمایا جانتے ہو میں نے تمہیں کیوں جمع کیا ہے؟ لوگوں نے کہا اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں نے تمہیں نہ تو کسی چیز کا شوق دلانے کے لئے جمع کیا ہے اور نہ کسی چیز سے ڈرانے و دھمکانے کے لئے اکٹھا کیا ہے، بلکہ میں نے تمہیں یہ بتانے کے لئے جمع کیا ہے کہ تمیم داری پہلے عیسائی تھا وہ آیا اس نے بیعت کی اور اسلام میں داخل ہو گیا اس نے مجھے ایسا واقعہ سنایا جو ان باتوں سے تعلق رکھتا ہے جو میں تمہیں

دجّال کے بارے میں بتایا کرتا ہوں، اس نے مجھے بتایا کہ وہ 'لَخم' اور 'جذام' قبیلہ کے تیس آدمیوں کے ہمراہ ایک بحری جہاز میں سمندر کے سفر پر روانہ ہوا۔ سمندر کی لہریں مہینہ بھر انھیں اِدھر اُدھر ڈھکیلتی رہیں یہاں تک کہ وہ ایک جزیرہ میں پہنچ گئے اس وقت سورج غروب ہو رہا تھا وہ ایک چھوٹی کشتی میں بیٹھ کر جزیرہ میں داخل ہوئے جب وہ جزیرہ میں داخل ہوئے تو ان کو ایک جانور ملا جس کے جسم پر بہت بال تھے، بالوں کی کثرت کی وجہ سے انھیں اس کے آگے پیچھے کا کچھ پتہ نہ چل سکا، انھوں نے کہا تیرا ناس ہو تو کیا چیز ہے؟ اس نے کہا: "أَنَا **الجَسَّاسَةُ**" کہ میں جساسہ ہوں (یعنی دجال کی جاسوس) اے لوگو! گرجا گھر یعنی بڑے محل میں موجود اس آدمی کی طرف جاؤ! وہ تمہاری خبریں سننے کا بڑی بے تابی کے ساتھ انتظار کر رہا ہے۔ جب اس نے آدمی کا ہم سے ذکر کیا تو ہمیں خوف لاحق ہوا کہ یہ جانور کہیں شیطان نہ ہو، پھر ہم تیزی سے چلے اور گرجا گھر یعنی بڑے محل میں داخل ہوئے، وہاں ہم نے بھاری بھر کم قد کا ایک آدمی دیکھا جس کے گھٹنوں سے ٹخنوں تک بندھی ایک لوہے کی زنجیر تھی اور اس کے ہاتھ اس کے گردن سے بندھے تھے۔ ہم نے پوچھا: تیرا ناس ہو تو کیا چیز ہے؟ اس نے کہا: میرا پتہ تمہیں جلد چل جائے گا، یہ بتاؤ کہ تم لوگ کون ہو؟ ہم نے کہا: کہ ہم عرب سے آئے ہیں، ہم جہاز میں سوار ہوئے سمندر میں طوفان آگیا۔ مہینہ بھر لہریں ہمیں ڈھکیلتی رہیں یہاں تک کہ اس جزیرہ کے کنارہ پر لے آئیں۔ ہم کشتی میں بیٹھ کر جزیرہ میں داخل ہوئے۔ یہاں ہمیں ایک جانور ملا جس کے بدن پر بہت بال تھے بالوں کی کثرت کی وجہ سے اس کے آگے پیچھے کا کچھ پتہ نہیں چل رہا تھا، ہم نے اس سے پوچھا تیرا ناس ہو تو کیا چیز ہے؟ اس نے کہا: گرجا گھر میں موجود اس آدمی کی طرف جاؤ، وہ تمہاری خبریں سننے کا بہت شوق سے انتظار کر رہا

ہے (یعنی وہ باہر کی خبریں سننا چاہتا ہے کہ دنیا میں کیا حالات چل رہے ہیں اور کیا کیا انقلابات آرہے ہیں؟) ہم تیزی سے تیری طرف آئے اس ڈر سے کہ کہیں یہ شیطان نہ ہو اس نے کہا: مجھے بیسان کے نخلستان کا حال بتاؤ! ہم نے کہا: اس نخلستان کے بارے میں تو کونسی بات پوچھنا چاہتا ہے؟ اس نے کہا: میں جاننا چاہتا ہو کہ کیا اس کے درخت پر پھل آتے ہیں یا نہیں؟ ہم نے کہا: ہاں آتے ہیں۔ اس نے کہا: وہ زمانہ قریب ہے جب ان درختوں پر پھل نہیں آئیں گے۔ اس نے پوچھا: مجھے طبریہ کی جھیل کے بارے میں بتاؤ! ہم نے پوچھا: اس کی کونسی بات جاننا چاہتے ہو؟ اس نے کہا: کیا اس میں پانی ہے؟ ہم نے کہا: ہاں! اس میں بہت پانی ہے وہ بولا: کہ اسکا پانی بہت جلد ختم ہو جائے گا۔ پھر اس نے کہا: مجھے زُغَر کے چشمہ کے بارے میں بتاؤ، ہم نے کہا: اس کی کونسی بات معلوم کرنا چاہتے ہو؟ زنجیر میں جکڑے ہوئے اس آدمی نے کہا: کہ کیا چشمہ میں پانی ہے؟ اور کیا لوگ اس چشمہ کے پانی سے کھیتوں کو سیراب کرتے ہیں؟ ہم نے کہا: اس میں بہت پانی ہے اور شہر کے رہنے والے اس سے کھیتوں کی آبیاری کرتے ہیں۔ پھر اس نے پوچھا: مجھے نبی الامیّین (ﷺ) کے بارے میں بتاؤ، اس نے کیا کیا ہے؟ ہم نے کہا: وہ مکہ سے ہجرت کرکے یثرب (مدینہ) آگئے ہیں۔ پھر اس نے پوچھا: کیا عرب کے لوگوں نے اس سے جنگ کی؟ ہم نے کہا: جی ہاں! پھر اس نے پوچھا: اس نے ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا (یعنی نتیجہ کیا رہا؟)؟ ہم نے اسے بتایا کہ وہ اپنے ارد گرد کے عربوں پر غالب آچکے ہیں اور انھوں نے ان کی اطاعت قبول کرلی ہے۔ اس پر اس نے کہا: سنو! ان کے لئے یہی بہتر ہے کہ وہ لوگ اس کی اطاعت قبول کرلیں۔

اور اب میں تمہیں اپنے بارے میں بتاتا ہوں، کہ میں مسیحِ دجّال ہوں اور وہ

وقت قریب ہے کہ مجھے خروج کی اجازت مل جائے گی تو میں نکلوں گا اور پوری دنیا کا سفر کروں گا۔ اور چالیس دن کے اندر کوئی بستی نہیں چھوڑوں گا جس میں داخل نہ ہو جاؤں، سوائے مکہ اور طیبہ کے کہ ان دونوں بستیوں میں میرا داخلہ ممنوع ہے، جب بھی میں ان دونوں بستیوں میں سے کسی بستی میں داخل ہونے کا ارادہ کروں گا تو میرے سامنے ایک فرشتہ آجائے گا جس کے ہاتھ میں ننگی تلوار ہو گی، اور وہ مجھے ان میں داخل ہونے سے روک دے گا، اور مذکورہ دونوں بستیوں میں سے ہر بستی کے تمام راستوں پر فرشتے ہیں جو اس کی حفاظت کرتے ہیں۔

(حدیث کے راوی کہتے ہیں کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لاٹھی منبر پر مار کر فرمایا: یہ ہے طیبہ، یہ ہے طیبہ، یہ ہے طیبہ، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بتاؤ، کیا یہ بات میں نے تم سے نہیں بتائی ہے؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں! آپ نے بتائی ہے۔ پھر آپ نے فرمایا: سنو! وہ دجال شام کے سمندر یا یمن کے سمندر میں ہے، نہیں! بلکہ وہ مشرق کی جانب سے نکلے گا۔ اور آپ نے اپنے ہاتھ سے مشرق کی جانب اشارہ کیا۔ **کما فی مسلم [۷۳۸۶]: " فَلَمَّا انْقَضَتْ عِدَّتِي سَمِعْتُ نِدَاءَ الْمُنَادِي، مُنَادِي رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم يُنَادِي: الصَّلَاةَ جَامِعَةً" إلخ**

وضاحت

حدیث مذکور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کی قید و بند کی جگہ کے تعلق سے تین جگہوں کا ذکر فرمایا (۱) بحر شام (۲) بحر یمن (۳) سمتِ مشرق، لیکن تعیین کے ساتھ نہیں بلکہ تردد اور ابہام کے ساتھ جس کی علماء نے متعدد وجوہات بیان کی ہیں:

(۱) جس طرح اللہ کی طرف سے وقوعِ قیامت کے متعین وقت کی اطلاع نہیں دی گئی ہے اور اس کی علامات کے ظاہر ہونے کے اوقات نہیں بیان کئے گئے ہیں، اسی طرح آپ نے بھی دجال کے محبوس و مقید ہونے کی جگہ کو مبہم رکھا، اور آخر میں کسی جگہ کی تخصیص و تعیین کے بغیر صرف غلبۂ ظن کے طور پر سمتِ مشرق کی طرف اشارہ فرمادیا۔

(۲): یہ بھی ممکن ہے کہ اس کی جگہ بدلتی رہتی ہو اس لئے تعیین نہیں فرمائی۔

(۳): آپ کو بالتعیین اس کے قید و حبس کی جگہ کا علم نہ تھا، تینوں جگہوں میں سے کسی ایک جگہ کا صرف گمان تھا، لیکن جب تمیمِ داری نے بحرِ شام و بحرِ یمن کا ذکر کیا تو آپ کو ظنِ غالب ہوا، یا بذریعہ وحی بتادیا گیا کہ وہ جانبِ مشرق میں ہے، پس آپ نے پہلی دونوں جگہوں کی نفی کرتے ہوئے بالتعیین تیسری جگہ کو ثابت فرمایا ہے، پس یہ تردد نہیں بلکہ در حقیقت رفعِ تردد ہے۔

نخلِ بیسان، بُحَیرۂ طبریہ، عینِ زُغَر

نخل بَیسان: یعنی بیسان کا باغ، در حقیقت بیسان فلسطین کی ایک معروف و مشہور جگہ تھی، جو زمانۂ قدیم میں کھجوروں کے باغات کے لئے بہت مشہور تھی، لیکن بدقسمتی سے اب اسرائیل کے قبضہ میں ہے، جو در حقیقت دجالی ریاست ہے اور اب یہاں پھل بھی پیدا نہیں ہوتے، جیسا کہ وہاں جانے والے سیّاحوں کی خبر ہے، پس بقولِ دجال گویا کہ اس کے نکلنے کی تین بڑی علامتوں میں سے یہ علامت پوری ہو گئی۔

بُحَیرَۂ طبریہ: یہ اسرائیل کے جانبِ شمال مشرق میں اُردن کی سرحد کے

قریب ایک جھیل ہے، جس کی لمبائی ۲۲ کلو میٹر، چوڑائی ۱۳ کیلو میٹر اور انتہائی گہرائی ۱۵۷ فٹ ہے، اس کا کل رقبہ ۱۶۶ مربّع کلو میٹر ہے۔ اس پر بھی اسرائیل کا قبضہ ہے۔

اور دلچسپ بات یہ ہے کہ اس کا پانی رفتہ رفتہ بغیر کسی ظاہری وجہ و سبب کے خشک ہوتا جارہاہے۔ چناچہ اس کے خشک ہوتے ساحلوں کی تصاویر بھی شائع ہو چکی ہیں، دجال کے کہنے کے مطابق اس کا خشک ہونا بھی اس بات کی دلیل ہے کہ اس کے خروج کی دوسری علامت بھی پوری ہو چکی ہے۔

عینِ زُغَر: یعنی زغر کا چشمہ، زغر حضرتِ لوط علیہ السلام کی صاحبزادی کا نام ہے، انتقال کے بعد ان کو ایک چشمہ کے قریب دفن کیا گیا تھا اسی مناسبت سے اس کا نام عینِ زغر پڑ گیا، بدقسمتی سے یہ جگہ بھی فی الحال اسرائیلی ریاست میں بحرِ مُردار کے مشرق میں واقع ہے۔ اس کا پانی پوری طرح خشک ہوتے ہی دجال اکبر کو نکلنے کی اجازت مل جائے گی۔

دجال کا جاسوس

حدیثِ تمیم داری میں ایک عجیب و غریب قسم کے جانور کا بھی ذکر ہے کہ جس کے بدن پر بکثرت و گنجان بال تھے، جس کے سبب اس کی اگاڑی پچھاڑی نظر نہیں آرہی تھی اور وہ ان سے باتیں بھی کر رہا تھا۔ وہ در حقیقت دجال اکبر کا جاسوس تھا یا تھی، جیسا کہ اس نے خود "أَنَا الجَسَّاسَةُ" کہہ کر اپنا تعارف کرایا کہ میں جاسوس ہوں۔

دفعِ تعارض

سنن أبي داود کی ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ وہ جسّاسہ عورت تھی کما قال تمیم: "فَإِذَا أَنَا بِامْرَأَةٍ تَجُرُّ شَعْرَهَا" کہ وہ ایک عورت تھی جس کے بال بہت دراز تھے جو زمین تک پہنچ رہے تھے اور وہ بڑی ہیبت ناک تھی جبکہ ابو داؤد ہی کی دوسری روایت میں "امرأة" کے بجائے "دابة" مذکور ہے کہ وہ ایک جانور تھا۔ کما فیه: "فَدَخَلُوا الْجَزِيرَةَ فَلَقِيَتْهُمْ دَابَّةٌ أَهْلَبُ كَثِيرَةُ الشَّعْرِ"

دفعِ تعارض کی صورت یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ دجال کے دو جاسوس ہوں ایک جانور اور ایک عورت، یا یہ کہ "دابة" کا اطلاق عورت پر بھی صحیح ہے کیونکہ زمین پر چلنے والی شئ کو دابہ کہتے ہیں، اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ جساسہ شیطان کی جنس سے ہے، اس لئے وہ مختلف روپ اور مختلف شکلوں میں متشکل ہوتی رہتی ہے۔ کما فی البذل: (۱۸/۱۲٤) "مثل التوفيق بينهما انه يمكن له جاسوسان دابة و امرأة الخ"

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خواب اور اس کی تعبیر

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج رات میں نے اپنے آپ کو خواب میں کعبہ کے پاس دیکھا، پھر میں نے ایک گندمی رنگ کا آدمی دیکھا جو بہت خوبصورت تھا اور اس کے سر پر نہایت خوبصورت بال تھے اس نے بالوں میں کنگھی کر رکھی تھی اور بالوں سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے وہ دو آدمیوں کے کندھوں پر سہارا لگا کر بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ مسیح ابن مریم یعنی

عیسی علیہ السلام ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ سلم نے فرمایا: پھر میں نے ایک اور شخص کو دیکھا جس کے بال گھونگریالے اور بہت مڑے ہوئے تھے اور داہنی آنکھ سے کانا تھا گویا اس کی آنکھ انگور کا پھولا ہوا دانہ ہے۔ میں نے جن لوگوں کو دیکھا ہے ان میں قطن کے بیٹے (عبد العزی) کے مشابہ تھا، وہ بھی دو آدمیوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ تو لوگوں نے بتایا کہ یہ مسیحِ دجال ہے، كما في البخاري ومسلم [٤٢٥] : قال: "أُرَانِي اللَّيْلَةَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَرَأَيْتُ رَجُلاً آدَمَ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ مِنْ أُدْمِ الرِّجَالِ لَهُ لِمَّةٌ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ مِنَ اللِّمَمِ قَدْ رَجَّلَهَا تَقْطُرُ مَاءً مُتَّكِئًا عَلَى رَجُلَيْنِ، أَوْ عَلَى عَوَاتِقِ رَجُلَيْنِ - يَطُوفُ بِالْبَيْتِ فَسَأَلْتُ مَنْ هَذَا فَقِيلَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ثُمَّ إِذَا أَنَا بِرَجُلٍ جَعْدٍ قَطَطٍ أَعْوَرِ الْعَيْنِ الْيُمْنَى كَأَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ فَسَأَلْتُ مَنْ هَذَا فَقِيلَ الْمَسِيحُ الدَّجَّالُ"

خواب کی تعبیر

اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم کو دکھایا گیا کہ ایک روز ہو گا کہ عیسیٰ علیہ السلام زمین کے گرد پھریں گے، دین کو قائم کرنے اور اس کے خلل و فساد کو درست کرنے کے لئے، اور دجال بھی زمین کے گرد پھرے گا لیکن دین میں خلل و فساد ڈالنے کے قصد و ارادے سے، اور دونوں کے اعوان و مددگار ہوں گے، کچھ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مددگار ہوں گے، تو کچھ مسیح دجال کے تابعدار ہوں گے۔

دجال حرمِ محترم میں داخل کیسے ہوا؟

سوال: دجال ملعون نے حرم محترم میں داخل ہو کر حضرت عیسیٰ مسیح کے پیچھے پیچھے بیت اللہ کا طواف کیا کیسے؟ جب کہ حدیث پاک میں اس کے مکۃ المکرمہ میں داخل ہونے کی ممانعت اور عیسی مسیح کو دیکھ کر نمک کی طرح پگھلنے کی بات وارد ہوئی ہے؟

جواب(۱): آنحضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا دجال کو عیسی مسیح علیہ السلام کے پیچھے بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھنے کی بات عالمِ منام وخواب کی ہے نہ کہ عالمِ دنیا وشہادت کی، اور خوابِ انبیاء اگرچہ وحی الٰہی ہوتا ہے، لیکن ہمیشہ ظاہر ہی پر محمول نہیں ہوتا بلکہ ظاہر کے علاوہ دوسری تعبیر ومفہوم کی بھی گنجائش رکھتا ہے۔

كما في فتح الباري: (ج ١٤ ص٨٥)"وأجابوا عن ذلك بأن الرؤيا المذكورة كانت في المنام ورؤيا الأنبياء وإن كانت وحيا لكن فيها ما يقبل التعبير".

جواب (۲): ممنوع الدخول فی مکۃ المکرمہ یعنی مکۃ المکرمہ میں داخل ہونے کی ممانعت اور عیسی مسیح کو دیکھکر پگھلنے کی بات اس کے قربِ قیامت بحیثیتِ دجال نکلنے کے بعد کی ہے ، **کما فی الفتح:١٣/١٢٣) "بأن منعه من دخولها إنما هو عند خروجه في آخر الزمان".**

کیا ابن صیاد ہی دجالِ اکبر ہے؟

سوال: کیا ابنِ صیّاد ہی دجّال ہے؟ (جسکا نام "صاف" ہے، یہ ایک یہودی

لڑکا تھا جو کاہنوں کی طرح غیب کی باتیں بتاتا تھا اور اس سے عجیب و غریب حرکتیں ظاہر ہوتیں تھی۔ جس کا ذکر آخر کتاب میں آرہا ہے۔)

جواب: حافظ ابن کثیر اور امام بیہقی وغیرہ رحمھم اللہ فرماتے ہیں کہ ابنِ صیّاد اور دجّال دونوں دو الگ الگ شخص ہیں، ابن صیاد میں اگرچہ دجال کی بہت سی علامات وصفات پائی جاتی تھیں لیکن وہ' وہ دجال نہیں جس کا خروج اخیر زمانہ میں ہوگا اور جس کو حضرت عیسی ابن مریم علیہ السلام قتل کریں گے، ہاں! البتہ ابن صیاد دجالِ اکبر کے علاوہ دجال اصغر اور ان جھوٹے دجالوں میں سے ایک دجال ضرور تھا جن کے قبلَ القیامت دجالِ اکبر سے پہلے بکثرت ظاہر و پیدا ہونے کی آں حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے خبر دی ہے۔ **كما في فتح الباري (١٣/٣٩٩) قال البيهقي: انّ الدجّال الأكبر الذی يخرج فی آخر الزمان غير ابن صياد و كان ابن صياد احد الدجّالين الكذابين الذين أخبر النبیّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بخروجهم. و فيه: "إن بين يدي الساعة دجالين كذابين" وفی سنن أبي داود [٤٣٣٤]: "عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ ثَلَاثُونَ كَذَّابًا دَجَّالًا، كُلُّهُمْ يَكْذِبُ عَلَى اللهِ، وَعَلَى رَسُولِهِ"** کہ اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک تیس جھوٹے دجال پیدا نہ ہوجائیں، وہ سب کے سب اللہ اور اس کے رسول پر جھوٹ بولیں گے۔

ابن صیاد کے دجال اکبر نہ ہونے کی دلیل واقعہ تمیم داری سے متعلق حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے جس میں گویا کہ اس بات کی تصریح موجود ہے کہ ابن صیّاد دجال نہیں ہے اور یہ حدیث صحیح ہے، متعدد طرق اور متعدد صحابہ مثلاً ابوہریرہ، عائشہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہم اجمعین سے بھی مروی ہے۔ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعہ تمیم داری کو قبول فرمایا ہے

اور اپنے صحابہ کو بھی سنایا ہے، جس کا تقاضہ ہے کہ ابن صیّاد دجال اکبر نہ ہو۔ **كما في بذل المجهود [ج۱۷ ص۱۳۲]: "ثم بعد ذلك حديث تميم داري الذي تقدم فيه التصريح بأن الدجال غير ابن صياد و الحديث صحيح و قد قبل رسول الله ﷺ بخبره و أخبره الناس ثم روي بطرق مختلفة وهذا لا يمكن معه كون ابن صياد هو الدجال".**

ابن صیاد کے متعلق حضرت عمر، عبداللہ بن عمر اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم کی قسم

سوال: حضرت عمر، عبد اللہ بن عمر اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم تو قسم کھا کر کہتے تھے کہ ابن صیّاد ہی دجّال ہے؟ **كما في سنن أبي داود [٤٣٣١]: عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ رَأَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَحْلِفُ بِاللهِ أَنَّ ابْنَ صَائِدٍ الدَّجَّالُ فَقُلْتُ تَحْلِفُ بِاللهِ فَقَالَ إِنِّي سَمِعْتُ عُمَرَ يَحْلِفُ عَلَى ذَلِك عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه و سلم فَلَمْ يُنْكِرْهُ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه و سلم"، و كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُولُ: "وَاللهِ مَا أَشُكُّ أَنَّ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ ابْنُ صَيَّادٍ" [سنن أبي داود: ٤٣٣٠]** محمد بن منکدر کہتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبد اللہ کو دیکھا کہ وہ اللہ کی قسم کھا کر کہہ رہے تھے کہ یقیناً ابن صیاد ہی دجال ہے، پس میں نے کہا کہ آپ اللہ کی قسم کھا رہے ہیں؟ (جبکہ اس کا حال مشتبہ ہے۔) پس انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عمر کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس پر (یعنی ابن صیاد کے دجال ہونے پر) قسم کھاتے ہوئے سنا۔ پس آپ ﷺ نے ان پر نکیر نہیں فرمائی۔

اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ قسم بخدا! مجھے اس بات میں

شک نہیں کہ مسیح دجال وہ ابن صیاد ہی ہے۔

جواب(۱): ابتداءً ابن صیاد کے دجّال اکبر ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں نہ تو آپ ﷺ پر کوئی وحی نازل ہوئی تھی اور نہ ہی آپ ﷺ نے قطعی و یقینی طور پر اس کے دجّال اکبر ہونے کی خبر اور فیصلہ دیا تھا، البتّہ صرف صفات دجّال سے آپ کو بذریعۂ وحی باخبر کیا گیا تھا اور ابن صیّاد میں دجّال کی بعض صفات اور علامات پائی جاتی تھیں جس کی بنا پر اس کے دجّال اکبر ہونے میں شک و شبہ پایا جاتا تھا اسلئے آپ ﷺ اس کے تعلق سے متردد و متفکر تھے۔ **كما فی حاشية البذل [ج۱۷ص ۱۲۰]: إنه ﷺ كان مترددا أو لا فيه لوجود بعض الأوصاف فيه"** اور بر بنائے احتیاط اُمت کے حق میں آپ ﷺ اس سے ڈر محسوس کرتے تھے، جیسا کہ اس تردد و تشکک پر آپ ﷺ کا حضرت عمر سے یہ فرمانا صاف دلالت کرتا ہے جس وقت حضرت عمر نے آپ ﷺ سے اس کے قتل کی اجازت چاہی کہ اگر یہ واقعی دجّال ہے، تو تم اسے قتل نہ کر سکو گے کیوں کہ اس کے قتل کرنے کے لیے تو حضرت عیسی ابن مریم علیہ السلام متعیّن ہیں اور اگر وہ دجّال نہیں ہے تو اس کے قتل میں کوئی بھلائی نہیں۔ **كما فی سنن أبي داود [٤٣٢٩]: "فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللهِ، ائْذَنْ لِي فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنْ يَكُنْ هُوَ فَلَنْ تُسَلَّطَ عَلَيْهِ -يَعْنِي الدَّجَّالَ- وَإِلَّا يَكُنْ هُوَ فَلَا خَيْرَ فِي قَتْلِهِ"**

وقال النووي: "قال العلماء: قصة ابن صيّاد مشكلة وأمره مشتبه لكن لا شک أنه دجّال من الدجاجلة والظاهر أنّ النبی ﷺ لم يوح إليه فی أمره بشيئ وانّما أوحی اليه بصفات الدجّال وكان فی ابن صيّاد قرائن محتملة فلذلك كان لا يقطع فی أمره بشيء بل قال لعمر لا خير فی قتله".

[فتح الباري: ج١٣ص٤٠٠]

لیکن پھر بعد میں یہ تردد اور شک دور کر دیا گیا اور آپ کو یہ بتا دیا گیا کہ ابن صیّاد وہ دجّال اکبر نہیں ہے، جسے حضرت عیسی مسیح علیہ السلام قتل کریں گے۔ **كما فی فتح الباري [ج١٣ ص:٣٩٩]: "فيحتمل ان يكون النبی صلی الله عليه وسلم كان متوقفا فی أمره ثم جاء الثبت من الله أنه غيره علی ما تقتضيه قصة تميم الداري و به تمسك من جزم بأن الدجال غير ابن صياد و طريقه أصح"** بلکہ دجّال اکبر تو وہ ہے جسے تمیم داری نے بعض جزائر میں محبوس و مقیّد دیکھا ہے اور جس کا خروج و ظہور تو بالکل قیامت کے قریب ہو گا

اور وہ مکہ و مدینہ میں داخل نہ ہو سکے گا۔

اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے حضرت عمر کی قسم کا جہاں تک تعلق ہے جس کا حوالہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ اپنی حدیث میں دے رہے ہیں ممکن ہے کہ ان کی یہ قسم، واقعۂ تمیم داری کے علم سے قبل اور ابن صیّاد کے مفصل حالات آنے سے پہلے کی ہو، لیکن بعد میں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تمیم داری کے واقعہ کا علم ہو گیا ہو تو دوبارہ قسم نہ کھائی ہو۔ **كما فی فتح الباري [ج١٤ص٢٧١]: " وأما عمر فيحتمل أن يكون ذلك منه قبل أن يسمع قصة تميم ثم لما سمعها لم يعد إلی الحلف "** اور آں حضور ﷺ کا حضرت عمر کی قسم پر سکوت اور عدم انکار ابن صیاد کے تعلق سے پائے جانے والے تردد اور شک کی بنیاد پر تھا کہ اس وقت اس کے دجال اکبر ہونے کا ظن و گمان بہر حال پایا جاتا تھا اور شئ مظنون پر قسم کھائی جا سکتی ہے اسلئے آپ ﷺ نے حضرت عمر کی قسم پر سکوت فرمایا اور کوئی نکیر نہیں فرمائی۔

اور حضرت جابر اور عبد اللہ بن عمر بعد تک اسلئے قسم کھاتے رہے ہوں کہ ان

حضرات کو تمیم داری کے واقعہ کا علم نہ ہو سکا ہو۔ **کما فی الفتح** [ج۱۴ ص ۲۷۱]: **و کان الذین یجزمون بابن صیاد ھو الدجال لم یسمعوا بقصۃ تمیم**".

جواب(۲): اور یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت جابر اور ابن عمر وغیرہ کا قسم کھانا اس بات پر ہو کہ ابن صیاد ان دجالوں میں سے ایک ہے جو اِس امت میں پیدا ہوتے رہیں گے اور نبوت کے مدعی بن کر لوگوں کو گمراہ کریں گے نہ کہ وہ دجال موعود جو قیامت کے بالکل اخیر میں ظاہر ہونے والا ہے۔

مذکورہ توضیح کے مطابق حدیث جابر اور حدیث فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہما کے درمیان اچھی طرح تطبیق ہو جاتی ہے ورنہ دونوں حدیثوں کے درمیان بون بعید ہونے کے سبب جمع و تطبیق بہت مشکل ہے۔ "**و إلا فالجمع بينهما بعيد جدا**".

اور رہ گئی حضرت جابر کی یہ روایت - "**فَقَدْنَا ابْنَ صَيَّادٍ يَوْمَ الْحَرَّةِ**" [**سنن أبی داود**:۴۳۳۲] کہ ہم نے واقعہ حرہ کے دن ابن صیاد کو کھو دیا اور غائب پایا یعنی وہ اس طرح غائب و لاپتہ ہوا کہ اس کے متعلق کسی کو کچھ بھی معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کہاں گیا—تو یہ روایت صرف سنن اَبی داود میں ہے۔ دوسرے یہ کہ اس حدیث کی یہ تاویل بھی ہو سکتی ہے کہ یہاں فقدان اور غیبوبت سے عام معنی مراد ہیں جس میں موت بھی داخل ہے اور موت بھی تو فقدان اور غیبوبت کی ایک شکل ہے۔

پس اس تاویل سے حدیثِ ہٰذا اور اس روایت کا بھی تعارض دور ہو جاتا ہے جس میں مذکور ہے کہ ابن صیّاد مدینہ منورہ میں مرا، اس کی نماز جنازہ پڑھی گئی، اور بوقتِ نماز اس کا چہرہ کھول کر دکھایا گیا تاکہ لوگ اس کی موت پر گواہ رہیں۔

یومِ حَرَّہ: سے مراد یزید کی فوج کا مدینہ منورہ پر حملہ ہے جو مسلم بن عقبہ کی قیادت میں پیش آیا، جس کی وجہ سے مدینہ منورہ میں تین دن اذان نہ ہو سکی۔

جواب(۳): حقیقی واصلی دجّال اکبر تو وہی ہے جس کو تمیم داری نے جزیرہ کے اندر زنجیروں میں جکڑا ہوا دیکھا اور ابن صیّاد شیطان تھا جو دجّال کی صورت میں اس وقت لوگوں کے سامنے ظاہر ہو رہا تھا پھر وہ اپنے ساتھی دجّال کے ساتھ روپوش ہو گیا ہے۔ **کما قال الحافظ: "ما يجمع به بينما تضمنه حديث تميم و كون ابن الصياد هو الدجال أن الدجال بعينه هو الذي شاهده تميم موثقا وإن ابن الصياد شيطان تبدي في صورة الدجال في تلك المدة إلى أن توجه إلى أصبهان فاستتر مع قرينه".**

دجّال کی قتل گاہ اور اس کے قتل کی تفصیل

دجال کی قتل گاہ ملکِ شام ہے، دجّال جانبِ مشرق سے نکل کر مدینۃ الرسول میں داخل ہونے کی کوشش میں اُحد پہاڑ کے پیچھے آکر ٹھہرے گا لیکن فرشتے اسکا چہرہ اس کی قتل گاہ 'ملک شام کی طرف پھیر دیں گے۔ **کما في مسلم [۳۳۵۱]: " يَأْتِي الْمَسِيحُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ، هِمَّتُهُ الْمَدِينَةُ، حَتَّى يَنْزِلَ دُبُرَ أُحُدٍ، ثُمَّ تَصْرِفُ الْمَلَائِكَةُ وَجْهَهُ قِبَلَ الشَّامِ، وَهُنَالِكَ يَهْلِكُ".**

جس کے سبب وہ ملک شام اپنی قتل گاہ کی طرف لوٹنے پر مجبور ہو جائے گا اور وہ وہاں پہنچ کر اہل ایمان کو سخت مشقت و تکلیف اور آزمائش میں ڈال دیگا، مسلمان اس سے پریشان ہو کر شام کے "جبل الدُخان" نامی پہاڑ پر بھاگ کر محصور ہو جائیں گے اور دجال وہاں بھی پہنچ کر ان کا سخت محاصرہ کرے گا، اور ان کو سخت مشقت میں مبتلا کر دے گا۔ **کما مسند أحمد: "فيفر مسلمون إلى جبل الدخان بالشام فيأتيهم فيحاصرهم فيشتد حصارهم و يجهدهم جهدا شديدا ثم ينزل عيسى ابن مريم"، وفي مصنف عبد الرازق: "وبقية**

مسلمین یومئذ معتصمون بذروة جبل من جبال الشام فیحاصرهم الدجال نازلا بأصله حتی إذا طال علیهم البلاء قال رجل من مسلمین: حتی متی أنتم هکذا وعدو الله نازل بأرضکم هکذا فیبایعون علی الموت بیعة" کہ باقی ماندہ مسلمان اس دن ملک شام کے ایک پہاڑ کی چوٹی پر پناہ گزین ہوں گے اور دجال اس پہاڑ کی جڑ میں موجود رہ کر ان کا محاصرہ کئے رہے گا یہاں تک کہ جب طولِ محاصرہ سے ان پر مصیبت کا سلسلہ دراز ہو جائے گا تو مسلمانوں میں سے ایک شخص کہے گا کہ کب تک تم اس ناگفتہ بہ حالت میں مبتلا رہو گے حالانکہ تمہارا دشمن تمہارے علاقہ میں اس طرح موجود ہے. پس وہ تمام لوگ موت پر بیعت کریں گے۔

دجال کا یہ محاصرہ اتنا سخت ہو گا کہ بعض لوگ شدتِ بھوک کی وجہ سے اپنی کمان تک جلا کر کھا جائیں گے۔**فیصبح جوع شدید حتی یاکلوا اوتارهم وقسیهم** (عقیدۃ الاسلام: ص:۷۲)

بالآخر حضرت مہدی اور ان کے رفقاء اس محاصرہ سے تنگ آکر ایک فیصلہ کن اور آر پار کی جنگ کے لئے تیّاری کریں گے، نماز فجر کے لئے صف بندی ہو رہی ہو گی کہ اتنے میں ایک معجزاتی انداز میں حضرت عیسیٰؑ امّت محمّدیہ کی اس ابتلاء وآزمائش کے خاتمہ کے لئے دمشق کے شرقی سفید منارہ کے پاس، دو زرد رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے، دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے ہوئے اتریں گے اور نماز فجر حضرت مہدی کی اقتداء میں ادا فرما کر قتل دجّال کے لئے روانہ ہوں گے۔ **کما فی مسلم [۷۲۷۸]: "فَبَيْنَمَا هُمْ يُعِدُّونَ لِلْقِتَالِ، يُسَوُّونَ الصُّفُوفَ، إِذْ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ، فَيَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ، بَيْنَ مَهْرُودَتَيْنِ، وَاضِعًا كَفَّيْهِ عَلَى أَجْنِحَةِ مَلَكَيْنِ".** آپ کو دیکھتے ہی دجال کی

ساری شیطانی ومادی طاقتیں ختم ہو جائیں گی اور وہ آپ کو دیکھتے ہی ایسے پگھلنا شروع ہو جائے گا جیسے کہ نمک پانی میں پگھلتا ہے **کما فی مسلم: "فَإِذَا رَآهُ عَدُوُّ اللهِ، ذَابَ كَمَا يَذُوبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ"** اور وہ دُم دبا کر بھاگ کھڑا ہو گا اور ساتھ ساتھ اس کے پیروکار اور اسکا یہودی لشکر بھی۔ اگر حضرت عیسی علیہ السلام اس کے قتل میں عُجلت نہ کریں تو بھی وہ آپ کے دَم اور سانس سے نمک کی طرح پگھل کر ختم ہو جائے۔ **کما فی مسلم [۷۲۷۸]: "فَلَوْ تَرَكَهُ لَانْذَابَ حَتَّى يَهْلَكَ، وَلَكِنْ يَقْتُلُهُ اللهُ بِيَدِهِ"** کیونکہ اس وقت اللہ رب العزت آپ کے دم اور سانس میں کچھ ایسی تاثیر رکھ دے گا کہ وہ جس کافر تک پہنچے گا وہ ہلاک ہو جائے گا اور جہاں تک آپ کی نظر پہنچے گی وہاں تک آپ کا سانس پہنچے گا **کما فی مسلم [۷۳۷۳]: " فَلَا يَحِلُّ لِكَافِرٍ يَجِدُ رِيحَ نَفَسِهِ إِلاَّ مَاتَ وَنَفَسُهُ يَنْتَهِي حَيْثُ يَنْتَهِي طَرْفُهُ"**

حضرت عیسی علیہ السلام اس کا تعاقب کریں گے اور وہ بھاگے گا، آپ فرمائیں گے: بھاگ! کہاں بھاگ کر جائے گا، میری ایک ضرب تیرا مقدر بن چکی ہے، اس وقت آپ کے پاس دو تلواریں اور ایک نیزہ ہو گا، بالآخر آپ اس کا تعاقب کرتے ہوئے اسے ملک شام کے شہر **"لُد"** کے صدر دروازہ پر جا دبوچیں گے اور اپنا نیزہ اس کے سینہ کے بیچوں بیچ پیوست کر کے ہلاک کر دیں گے۔ **کما فی مسلم [۷۳۷۳]: " فَيَطْلُبُهُ حَتَّى يُدْرِكَهُ بِبَابِ لُدٍّ، فَيَقْتُلُهُ"** قتل کے بعد اپنا خون آلود نیزہ مومنین کے اطمنان و تسلی کی خاطر بلند فرما کر دکھائیں گے اور اس کی ہلاکت سے آگاہ کریں گے۔ **"فَيُرِيهِمْ دَمَهُ فِي حَرْبَتِهِ" [مسلم]**

قتل دجال کے بعد اس کے حوارین یہودیوں کا بھی صفایا کرینگے۔ اہلِ ایمان جو خوفِ دجال سے جبلُ الدُّخان پر چڑھ کر محصور ہو گئے تھے اتر کر دجالی

لشکر پر ٹوٹ پڑیں گے اور یہودیوں کو چن چن کر تہہ تیغ کریں گے "وسلط الله علیهم المسلمین فیقتلونهم" یہودیوں پر مسلمانوں کا ایسا رعب چھا جائے گا کہ بڑے سے بڑے ڈیل ڈول والا یہودی بھی اہل ایمان کے سامنے تلوار نہ اٹھا سکے گا۔ روئے زمین یہودیوں کے لئے بالکل تنگ ہو جائے گی۔ کوئی گوشہ بھی ان کے لئے جائے پناہ ثابت نہ ہو گا حتی کہ شجر و حجر بھی اپنے پیچھے چھپنے والے یہودی کی چلاّ کر اور آواز دے کر نشاندہی کریں گے سوائے غرقد نامی ایک درخت کے۔ کما فی مسلم [۷۳۳۹]: "حَتَّى يَخْتَبِئَ الْيَهُودِيُّ مِنْ وَرَاءِ الْحَجَرِ وَالشَّجَرِ، فَيَقُولُ الْحَجَرُ أَوِ الشَّجَرُ: يَا مُسْلِمُ يَا عَبْدَ اللهِ هَذَا يَهُودِيٌّ خَلْفِي، فَتَعَالَ فَاقْتُلْهُ، إِلَّا الْغَرْقَدَ، فَإِنَّهُ مِنْ شَجَرِ الْيَهُودِ". اور باقی بچے کچے یہودی اور اہلِ کتاب حضرت عیسی علیہ السلام پر ایمان لے آئیں گے۔ اس کے بعد مذہب اسلام کے علاوہ نہ کوئی مذہب باقی رہے گا اور نہ کوئی کافر۔ جہاد، خراج اور جزیہ سب موقوف ہو جائیں گے، "فَيُقَاتِلُ النَّاسَ عَلَى الإِسْلاَمِ فَيَدُقُّ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيرَ وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ وَيُهْلِكُ اللهُ فِي زَمَانِهِ الْمِلَلَ كُلَّهَا إِلاَّ الإِسْلاَمَ وَيُهْلِكُ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ" [سنن أبي داود/ ٤٣٢٤] (کہ حضرت عیسیٰؑ لوگوں سے اسلام پر جہاد کریں گے، صلیب توڑ دیں گے، خنزیر قتل کر دیں گے یعنی دینِ عیسائیت و یہودیت ختم کر دیں گے، جزیہ لینا بند کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے زمانہ میں اسلام کے علاوہ تمام مذاہب کو مٹا دے گا اور مسیحِ دجال کو ہلاک کرے گا۔)

اس وقت فتنۂ دجال سے اپنا ایمان بچا کر حضرت عیسی علیہ السلام سے ملنے والے لوگ اللہ کے نزدیک سب سے محبوب ہوں گے۔ اور ان کے کے رفقاء وساتھیوں کو آتش دوزخ سے محفوظ رکھا جائے گا۔ کما فی الحدیث: "عِصَابَتَانِ مِنْ أُمَّتِي أَحْرَزَهُمَا اللهُ مِنَ النَّارِ: عِصَابَةٌ تَغْزُو الْهِنْدَ، وَعِصَابَةٌ تَكُونُ مَعَ عِيسَى

ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا السَّلَام" (نسائي/۳۱۷۵) کہ میری امت کی دو جماعتوں کو اللہ تعالیٰ نے آتشِ دوزخ سے محفوظ کر دیا ہے ایک وہ جماعت جو ہندوستان سے غزوہ کرے گی اور دوسری وہ جماعت جو عیسیٰ ابن مریم کے ساتھ ہو گی۔

تنبیہ

کسی کے دل میں یہ شبہ پیدا نہ ہو کہ قتل دجال اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کے بعد جہاد کیسے موقوف ہو جائے گا جبکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک تو یہ ہے یہ "الجهاد ماض إلى يوم القيامة" [المعجم الأوسط/٤٧٧٥] کہ فریضۂ جہاد قیامت تک چلتا رہے گا اور ترمذی شریف میں ہے "لَاتَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي مَنْصُورِينَ لَايَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةَ" [سنن ترمذي ج٢ ص٤٣] اور مسلم شریف میں ہے [٤٩٥٤] "لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ" کہ میری امت کی ایک جماعت اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر قیامت تک برسرِ پیکار رہے گی، اور تائیدِ خداوندی سے منصور و مظفور رہے گی۔

اور یہ شبہ بھی نہ ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خراج و جزیہ کو کیسے موقوف و منسوخ کر دیں گے ان کو تو شرعِ محمدی میں کسی ترمیم کا اختیار تو ہو گا نہیں، ان کا نزول تو امتِ محمدیہ میں صرف حاکم و منصف کی حیثیت سے ہو گا نہ کہ شارع کی حیثیت سے؟

کیونکہ شبہ اول کا جواب یہ ہے کہ احادیث مذکورہ میں "إلى يوم القيامة" سے قیامت کبریٰ مراد نہیں ہے بلکہ قیامت کی ایک بڑی علامت خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام مراد ہیں۔ اور بعض روایت میں تو بصراحت نزولِ عیسی علیہ السلام اور قتلِ دجال کو فریضۂ جہاد کی انتہاء قرار دیا گیا ہے۔ کما فی سنن أبي داود [٢٥٣٢]:

"وَالْجِهَادُ مَاضٍ مُنْذُ بَعَثَنِي اللّٰهُ إِلَى أَنْ يُقَاتِلَ آخِرُ أُمَّتِي الدَّجَّالَ لَا يُبْطِلُهُ جَوْرُ جَائِرٍ، وَلَا عَدْلُ عَادِلٍ" کہ میری بعثت سے جہاد جاری رہے گا یہاں تک کہ اس امت کا آخری حصہ دجال سے قتال کرے گا، اس کو کسی ظالم کا ظلم یا عادل کا عدل باطل نہیں کرسکتا۔ (یعنی عادل و ظالم ہر حکمراں کی قیادت میں فریضۂ جہاد ادا کیا جائے گا۔ وفی روایة "حتی ینزل عیسی بن مریم" (اور ایک روایت میں ہے: یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم "آسمان" سے اتریں) کیونکہ نزول عیسی اور قتل دجال کے بعد دنیا کفر سے پاک ہو جائے گی تو پھر جہاد کی ضرورت ہی باقی نہ رہ جائے گی۔ قتل دجال کے بعد لوگ یا تو حضرت عیسی علیہ السلام پر شرعِ محمدی کے مطابق ایمان لائیں گے یا تو قتل کرکے ختم کردئے جائیں گے۔

اور شبہ ثانی کا جواب یہ ہے کہ خراج و جزیہ موقوف و منسوخ ہونے کی خبر خود آنحضور ﷺ دے رہے ہیں، یہ خبر وروایت عیسی علیہ السلام کو پہنچے گی، اس کی وجہ سے وہ منسوخ کریں گے پس اس وقت قبولِ جزیہ و خراج کا نسخ حضور ﷺ ہی کی طرف سے ہوا نہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے۔

سوال: وقد ورد فی الحدیث: قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: لَعَلَّهُ (الدجال) سَيُدْرِكُهُ مَنْ قَدْ رَآنِي وَسَمِعَ كَلَامِي سيدركه (سنن أبي داود/٤٧٥٦) کہ ممکن ہے کہ دجال کا زمانہ بعض وہ لوگ بھی پالیں جنھوں نے مجھکو دیکھا ہے اور میرا کلام سنا ہے یعنی صحابہ۔ پس اس حدیث کا مقتضی تو یہ ہے کہ خروجِ دجال دورِ صحابہ میں ہوتا؟

جواب(۱): آپ کا یہ ارشاد گرامی اس وقت کا ہے جب کہ آپ کو اس کے وقتِ خروج کا علم نہ تھا، جیسا کہ لفظ "لَعَلَّه" اس کی تائید کرتا ہے۔

جواب(۲): یہ حدیث محمول ہے حضرت خضر علیہ السلام پر جو کہ ایک قول

کے مطابق آخر زمانے تک باحیات رہیں گے یا محمول ہے معمّر جناتوں پر۔

جواب(۳): یدرک معنی میں یَدخُل کے ہے یعنی ادراک سے مراد حقیقتاً زمانۂ دجال کا پانا اور اسکو دیکھنا نہیں ہے بلکہ حکماً از روئے انجام اس کے گروہ و جماعت میں شمولیت اور اس کے ساتھ حشر ہے جیسا کہ حدیث پاک میں فرقۂ قدریہ کو بھی شیعۃ الدجال یعنی دجال کا گروہ کہا گیا ہے تو ممکن ہے کہ حدیثِ پاک کا تعلق آپ ﷺ کی وفات کے بعد اسلام سے برگشتہ ہونے والے مُرتدّین سے ہو۔ کیوں کہ یہ لوگ اور دجال کی خدائی پر ایمان لانے والے دونوں ہی اسلام سے پھرنے میں مشترک اور ایک جیسے ہیں۔ (کمافی حاشیۃ البذل: ج۱۹ص۳)

جواب(۴): قبولِ اسلام سے پہلے صحابیٔ رسول حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے ایک دریائی سفر میں دجال کو ایک جزیرہ کے اندر گھٹنوں سے ٹخنوں تک لوہے کی زنجیروں میں نہایت مضبوط انداز میں بندھا ہوا دیکھا تھا آپ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوکر مشرف باسلام ہوئے اور دجال کے دیکھنے کی پوری روداد سنائی اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو سنائی اور اپنی بات کی تصدیق کے سبب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واقعہ پر مسرت کا بھی اظہار فرمایا ۔ کما في أبي داود [٤٣٢٦]: " **وَجَلَسَ عَلَى الْمِنبَرِ وَهُوَ يَضْحَكُ** " جیسا کہ یہ پورا واقعہ بالتفصیل پیچھے گزر چکا۔ پس اس طرح سے گویا کہ آپ کی یہ پیشن گوئی سچی ثابت ہوئی۔

جواب(۵): یا مطلب یہ ہے کہ دجال کا وجود و خروج یقینی ہے اگرچہ اس کا وقت مبہم ہے، اگر وہ نکل آیا اور میرے صحابہ نے پالیا تو فَبِهَا ورنہ ان کے بعد لوگ آئیں گے جو اس کو دیکھیں گے اور اس وقت میری خبر کی تصدیق کریں گے۔

جواب(٦): یہ حدیث ضعیف ہے۔

یہ حدیث کا ایک ٹکڑا تھا پوری حدیث اس طرح ہے حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت نوح علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہیں گزرا جس نے اپنی قوم کو دجال سے نہ ڈرایا ہو اور میں بھی تمہیں دجال سے ڈراتا ہوں پھر آپ نے ہمارے سامنے دجال کے احوال بیان فرمائے اور ارشاد فرمایا ہو سکتا ہے جس نے مجھے دیکھا ہے یا میرا کلام سنا ہے ان میں سے کوئی شخص اس دجال کو پالے لوگوں نے پوچھا یارسول اللہ اس وقت ہمارے دلوں کی کیا کیفیت ہو گی آپ نے فرمایا بالکل ایسی ہی ہو گی جیسی آج ہے یا اس سے بھی بہتر ہو گی

نوٹ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام سننے سے مراد بلاواسطہ سننا مراد ہے یا بالواسطہ ، اگر بلاواسطہ سننا مراد ہو تو وہی اعتراض اس پر بھی ہو گا جو قدرآنی یعنی دیکھنے پر ہوا تھا جس کے جوابات وہی ہیں جو اوپر مذکور ہوئے اور اگر بالواسطہ سننا مراد ہو تو کوئی اعتراض نہیں اور گویا اس میں اس بات کی پیشین گوئی ہے کہ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام یعنی آپ کی احادیث کے سماع و روایت کا سلسلہ خروجِ دجال تک جاری وساری رہے گا۔

کیا مسیحِ دجال کا ذکر قرآن مجید میں ہے؟

سوال: کیا مسیحِ ضلالت دجال کذاب کا ذکر قرآن مجید میں ہے؟

جواب (۱): جی ہاں! ذکرِ دجال قرآن مجید میں موجود ہے۔ **کما قال اللہ تعالی: "یوم یأتی بعض آیات ربّک"** اور یہاں بعض کے مصداق میں دجال اکبر بھی داخل ہے۔ **کما فی مسلم [۳۹۸]: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "ثَلَاثٌ إِذَا خَرَجْنَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ**

آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ، أَوْ كَسَبَتْ فِى إِيمَانِهَا خَيْرًا: طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، وَالدَّجَّالُ، وَدَابَّةُ الْأَرْضِ "(حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّم نے فرمایا تین چیزیں ہیں جب وہ ظاہر ہوں گی تو کسی کو اس کا ایمان لانا کام نہ آئے گا جو پہلے سے ایمان نہ لایا تھا یا اپنے ایمان میں کوئی نیکی نہ کی تھی(۱) آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا۔(۲) دجال۔(۳) اور دابۃ الارض کا نکلنا۔)

جواب(۲): آیت کریمہ " وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ " [سورۃ النساء:الآیۃ:۱۵۹]اور اسی طرح "وَ اِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ"[سورۃ الزخرف: الآیۃ:۶۱] میں مسیحِ ہدایت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے نزول کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اور یہ بات احادیثِ کثیرہ و شہیرہ سے ثابت ہو چکی ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہی دجال کو قتل کریں گے بلکہ ان کا نزول درحقیقت قتل دجال ہی کے لئے ہو گا۔ کیونکہ ان کے سوا کوئی اور شخص اسے قتل بھی نہ کر سکے گا، پس ذکرِ عیسیٰؑ مستلزم ہے ذکرِ دجال کو۔

جواب(۳): حضرت عیسیٰ ' مسیحِ ہدایت ہیں جب کہ ان کے مقابل دجال اکبر مسیحِ ضلالت ہے، پس "تَقِيكُمُ الْحَرّ" کے مثل احد الضدین کے ذکر پر اکتفا کیا گیا ہے کہ مسیحُ الھدیٰ کے ذکر سے مسیحُ الضلال خود بخود سمجھ میں آگیا۔ جیسا کہ "وَجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ "[سورۃ النحل:الآیۃ: ۸۱] (اور تمہارے لئے ایسے لباس پیدا کئے جو تمہیں گرمی سے بچاتے ہیں اور ایسے لباس جو تمہاری جنگ میں تمہیں محفوظ رکھتے ہیں)آیت میں اگرچہ مذکور صرف گرمی ہے مگر مراد گرمی اور جاڑا دونوں ہیں۔

ذکرِ دجال قرآن میں صراحۃً کیوں نہیں؟

سوال: مذکورہ بالا آیتوں میں ذکرِ دجال ضرور ہے لیکن کنایۃً و اشارۃً نہ کہ صراحۃً، حالانکہ اس کے فتنہ کی عظمت و سنگینی اس بات کی متقاضی تھی کہ اس کا ذکر صاف لفظوں میں صراحۃً ہوتا۔

جواب(۱): چونکہ وہ منبعِ شر و ضلالت انسان و بشر ہونے کے باوجود اُلوہیت و خدائی جیسا بلند و بانگ دعویٰ کرے گا جس کی وجہ سے وہ عند اللہ اس قدر ذلیل و خوار اور بے حیثیت ہے کہ اس لائق نہیں کہ قرآن مقدس میں اس کے نام کو جگہ دی جائے اور بصراحت اس کا ذکر کیا جائے، ہاں! البتہ اللہ کے نبیوں و پیغمبروں نے بصراحت اس کا ذکر اپنے کلاموں میں فرمایا ہے خصوصًا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

ایک شبہ کا ازالہ

اس جواب پر اگر کوئی یہ شبہہ ظاہر کرے کہ فرعون نے بھی تو "انا ربکم الاعلی" کہہ کر خدائی کا بلند و بانگ دعوی کیا تھا اس کا تو بصراحت اسم و ذکر قرآن میں موجود ہے تو اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ فرعون کا زمانہ اور اس کا معاملہ زمانۂ ماضی میں گزر چکا اور اس کا کذب و جھوٹ ہر سمجھدار مؤمن پر ظاہر و آشکارا ہو چکا ہے اور وہ امت محمدیہ کے لیے آزمائش و امتحان بھی نہ تھا اس لئے اس کا ذکر قرآن میں ہے. اس کے برعکس ملعون دجال اکبر کے کہ یہ امت محمدیہ کے لئے ایک کڑی و بڑی آزمائش و امتحان ہے اور اس کا معاملہ زمانۂ مستقبل میں پیش آنے والا تھا اس لئے تحقیراً و امتحاناً اس کا ذکر قرآن کریم میں صراحت کے ساتھ نہیں

کیا گیا۔

جواب(۲): اسکا ذکر صراحۃً بھی ہے **کمافی ھذہ الآیۃ المبارکۃ:** "لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ "[سورۃ غافر: الآیۃ:۵۷] (**یقینی بات ہے کہ** آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا انسانوں کے پیدا کرنے سے زیادہ بڑا کام ہے۔) کہ اطلاق الکل علی البعض کے قاعدہ کے مطابق یہاں ناس کا مصداق دجّال ہے **(کمافی فتح الباری: ج۱۴ ص۷۹)**

جواب(۳): فتنۂ دجّال من جانبِ اللہ بندوں کے لیے ایک بہت کڑا اور بڑا امتحان ہے اور امتحان من حیث الامتحان اسی بات کا متقاضی ہے کہ اس کا ذکر ممتحِن کی طرف سے ممتحَن لوگوں میں اگر ہو تو اشارۃً و کنایۃً ہی ہو اور ویسے قرآن مجید ہے بھی موضعِ اجمال، تفصیل و تفسیر کی جگہ تو احادیثِ رسول ہیں۔ **کما قال اللہ تعالی:** " وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ "[سورۃ النحل: الآیۃ:۴۴] (اور ہم نے تم پر یہ قرآن اس لئے نازل کیا ہے تاکہ تم لوگوں کے سامنے ان باتوں کی واضح تشریح کر دو جو ان کے لئے اتاری گئی ہیں) اور آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بالتفصیل دجال کا ذکر اپنی احادیث میں فرما دیا ہے۔

ابن صیاد کون تھا؟

ابن صیاد جسکا نام **"صاف"** اور عبد اللہ تھا۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مدینۃ المنورہ کا رہنے والا ایک یہودی لڑکا تھا، جس کی آنکھ بے نور، باہر کو نکلی ہوئی تھی، جسے سحر و کہانت میں کسی قدر مہارت تھی اور وہ کاہنوں کی طرح غیب کی باتیں بتاتا تھا، آنکھیں تو اس کی سوتی تھی لیکن افکار فاسدہ اور القاء شیطانی منقطع نہ ہونے کے سبب اس کا دل جاگتا رہتا تھا، **- کما ھو قال (ابن الصیاد):**

تَنَامُ عَيْنَايَ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي" (سنن ترمذي /۲۲۴۸) (کہ میری دونوں آنکھیں تو سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا) عجیب وغریب قسم کے اس کے احوال وکوائف تھے اور عجیب وغریب قسم کی حرکتیں بھی اس سے ظاہر ہوتی تھیں، مثلاً گڈمڈ اور ذومعنیین وذواحتمالین باتیں کرنا، گدھے جیسی زوردار اور بھیانک آواز نکالنا، بحالت غضب اپنے جسم کو پھلا کر اتنا موٹا کرلینا کہ جس سے گلی کوچے تک بھر جائیں۔ کما فی مسلم [۷۳۵۹]: "لَقِيَ ابْنُ عُمَرَ ابْنَ صَائِدٍ فِي بَعْضِ طُرُقِ الْمَدِينَةِ، فَقَالَ لَهُ قَوْلًا أَغْضَبَهُ، فَانْتَفَخَ حَتَّى مَلأَ السِّكَّةَ" کہ عبد اللہ بن عمر نے اسے کوئی غضب ناک بات کہہ دی کہ جس پر غصہ ہو کر وہ ایسا پھولا کہ پوری گلی بھر گئی۔

اور عبد اللہ بن عمر ہی کی بات ہے کہ میں نے ابن صیاد کو گدھے جیسی سخت آواز نکالتے سنا ہے۔ کما قال: " فَنَخَرَ كَأَشَدِّ نَخِيرِ حِمَارٍ سَمِعْتُ " (مسلم / ۷۳۶۰) وہ اپنے لئے دجال ہونے کو پسند کرتا تھا۔ کما قال: "لَوْ عُرِضَ عَلَيَّ مَا كَرِهْتُ" (مسلم / ۷۳۴۹) کہ اگر مجھ پر دجال ہونے کی بات پیش کی جائے تو میں اسے اپنے لئے ناپسند نہ کروں۔

اور وہ اس بات کا دعویٰ کرتا تھا کہ میں دجال کے مولد ومسکن اور اس کے ماں باپ تک کو جانتا پہچانتا ہوں۔ کما قال: " وَاللهِ إِنِّي لَأَعْلَمُ مَوْلِدَهُ وَمَكَانَهُ وَأَيْنَ هُوَ " (مسلم/۷۳٤۸) وفیہ [۷۳٤۹]: "وَأَعْرِفُ أَبَاهُ وَأُمَّهُ" جس سے اس بات کا بھی شبہ پیدا ہوتا تھا کہ یہی دجال اکبر تو نہیں، کیونکہ بسا اوقات آدمی اس قسم کی باتیں کنایۃً اور تعریضاً اپنے متعلق بھی کہا کرتا ہے۔

اور یہ مدعیِ رسالت بھی تھا جیسا کہ جب ملاقات کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہا کہ کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ تو اس نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ رسول الامیّین ہیں، اس کے بعد وہ آپ ﷺ سے

بھی اپنی رسالت کی گواہی لینے لگا۔ کما ھو مذکور فی سنن أبي داود [٤٣٢٩]: قال ابن الصیاد: (للنبی صلی اللہ علیہ وسلم) أتشھد أني رسول اللہ؟.. کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟

دجال اور اس کے والدین کی جو علامات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائی گئی تھیں ان میں سے بعض علامات ابن الصیاد اور اس کے والدین میں پائی جاتی تھیں۔

اس وقت تک اس کے تفصیلی حالات لوگوں کے سامنے نہ آئے تھے (مثلاً اس کا مسلمان ہونا، صاحبِ اولاد ہونا، لوگوں کے ساتھ مکہ آکر حج کرنا، مدینہ میں اس کی موت اور اس کی نماز جنازہ کا پڑھا جانا۔) جسکی وجہ سے اس کی اصلیت و حقیقت مبہم اور مخفی تھی، اور اس کے دجال ہونے یا نہ ہونے کے سلسلہ میں آپ پر کوئی وحی نازل نہ ہوئی تھی اور نہ ابھی تک دجالِ موعود کے مفصّل حالات اور اس کی علامات ہی بتائی گئی تھیں۔ ان سب امور کے سبب ابن صیاد کی شخصیت مشکوک اور ایک مُعَمّہ بنی ہوئی تھی اور اسکا معاملہ تشویشناک تھا۔

ابتداءً آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے دجال اکبر ہونے یا نہ ہونے کے تعلق سے مُتَرَدِّد تھے اور بربنائے احتیاط و شفقت علی الامۃ خائف تھے اور انکشافِ حقیقت کے مسلسل درپے تھے لیکن بعد میں دجال کے تفصیلی حالات اور اس کی مفصل علامات معلوم ہوجانے اور واقعۂ تمیم داری سامنے آجانے کے بعد وہ تردد زائل ہوگیا جو ابن صیاد کے دجال ہونے کے متعلق تھا کہ ابن صیاد وہ معروف و موعود دجالِ اکبر نہیں ہے جس کی خبر دی گئی ہے۔

لیکن اگر کوئی یہ سوال کرے کہ دجال کی بعض صفات تو ابن صیاد میں موجود تھیں؟ اور وہ جب دجال اکبر نہ تھا تو بعض صحابہ بالجزم قسم کھاکر اسی کو دجال اکبر کیوں قرار دیتے تھے؟ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے تعلق سے

خائف کیوں تھے؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ چند اوصاف کے اتحاد و اشتراک اور چند اوصاف کے مل جانے سے شخصیت کا بھی متحد اور ایک ہونا لازم نہیں آتا۔ اور بعض صحابۂ کرام کا ابن صیاد کو دجال اکبر قرار دینا اس کے تفصیلی حالات کھلنے سے پہلے کی بات ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا امت کے حق میں اس سے ڈر محسوس کرنا بربنائے احتیاط اور بربنائے شفقت تھا۔

مذکورہ تفسیر کے مطابق ابن صیاد کے متعلق وارد ہونے والی متضاد اور متعارض احادیث کے درمیان اور صحابۂ کرام کے اقوال مختلفہ کے مابین تطبیق ہو جاتی ہے اور کسی قسم کا تعارض باقی نہیں رہتا۔

ابن صیاد سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مدینہ طیبہ میں ایک یہودی عورت کے ایک لڑکا پیدا ہوا، جس کی آنکھ بے نور اور باہر کو نکلی ہوئی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوف پیدا ہوا کہ کہیں یہ دجال اکبر نہ ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے (تاکہ حقیقت ظاہر ہو) تو آپ نے اسے ایک چادر کے نیچے لیٹا ہوا پایا وہ اس وقت کچھ بڑبڑا رہا تھا "**فوجدہ تحت قطیفة یھمھم**" (مجمع الزوائد / ۱۲۵۶۰) اس کی ماں نے اسے فورًا خبردار کیا کہ اے عبد اللہ! یہ ابو القاسم آئے ہیں، یہ سنتے ہی وہ چادر سے باہر آگیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "**ما لھا قاتلھا اللہ لو ترکته لبین**" (أیضا) کہ اس کی ماں کو کیا ہو گیا اللہ اسے غارت کرے، اگر وہ اسے اس کے حال پر چھوڑ دیتی تو یہ اپنی حقیقت ضرور ظاہر کر دیتا (یعنی اس کی وہ باتیں سنکر جو وہ تنہائی میں کر رہا تھا

ہمیں اس کی حقیقت معلوم ہو جاتی۔)

دوسرے موقع پر دوبارہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لے گئے، تو اسے کھجور کے ایک باغ میں پایا، آپ درختوں کی آڑ میں چھپتے چھپاتے اس کی بے خبری میں اس تک پہنچنا چاہتے تھے، اس وقت بھی وہ کچھ بڑبڑا رہا تھا، اس مرتبہ بھی اس کی ماں نے اس کو آپ کی آمد کی خبر دے کر معاملہ خراب کر دیا اور وہ آپ کو دیکھ کر خاموش ہو گیا، جبکہ آپ کی خواہش یہ تھی کہ اس کی بے خبری میں اس کی کچھ باتیں سن لیں تاکہ حقیقت منکشف ہو جائے کہ یہ دجال اکبر ہے یا نہیں۔

نیز پھر ایک اور مرتبہ آپ ﷺ صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ ابن صیاد کی طرف گئے اسے بنی مغالہ کے محلہ میں بچوں کے ساتھ کھیلتا ہوا پایا، اس وقت وہ قریب البلوغ تھا، اسے آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ کی آمد کا پتہ نہ چل سکا یہاں تک کہ آپ اس کے قریب پہنچ گئے اور آپ نے اپنا ہاتھ اس کی پشت پر مار کر فرمایا: "أتشهد أني رسول الله" کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ تو اس نے آپ ﷺ کی طرف دیکھ کر کہا: "**أشهد أنک رسول الأميين**" (**مسلم /۷۳٥٤**) میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ امیوں یعنی عربوں کے رسول ہیں (کیونکہ وہ یہودی تھا اور بعض یہود کا آپ ﷺ کے متعلق یہی اعتقاد تھا، اس لئے وہ اپنے لئے آپ کی رسالت پر ایمان لانا ضروری نہیں سمجھتے تھے، حالانکہ انکی یہ بات سراسر باطل تھی، ابن صیاد نے بھی اس وقت القاءِ شیطانی سے وہی بات دہرا دی، کیونکہ شیطان اور کاہن اپنے چیلوں کو ایسی ہی غلط سلط باتوں کا اِلقاء کیا کرتے ہیں) پھر وہ آپ سے بولا کہ کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ تو آپ ﷺ نے اسے چھوڑ دیا یعنی اس سے مزید سوال جواب ترک کر دیا "**فرفضه**

النبي صلی الله علیه وسلم" اور فرمایا کہ "**آمنتُ بالله و بِرُسُلِه**" (**أیضا**) میں اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتا ہوں (تو ان میں سے تو ہے نہیں کہ تجھ پر ایمان لاتا۔)

آپ ﷺ نے فی الفور صراحۃً اس کے دعویٔ نبوت کی تکذیب نہیں فرمائی کیونکہ آپ اس سے مزید کچھ اور اگلوانا چاہتے تھے تاکہ اس کی حقیقت منکشف ہو اور اس کے دجال اکبر ہونے یا نہ ہونے کا اشتباہ دور ہو۔ پھر آپ نے اس سے پوچھا "**ماذا تری**" تو کیا دیکھتا ہے؟ تو اس نے جواب دیا "**یأتیني صادق و کاذب**" کہ میرے پاس سچ اور جھوٹ دونوں آتے ہیں۔ **فقال النبی صلی الله علیه وسلم: "خُلِطَ علیک الأمر**" کہ تیرا معاملہ تو مخلوط گڈ مڈ اور گڑبڑ ہے (یعنی شیطان تیرے پاس جھوٹی خبریں لاتا ہے۔) جھوٹ اور سچ تیرے لیے مل جل گئے ہیں تو ان میں تفریق نہیں کر سکتا۔ گویا کہ یہ اس کے دعویٔ رسالت کے جھوٹا ہونے کی دلیل تھی جو خود اس کے منہ سے ظاہر ہوئی۔ (کیونکہ کسی رسول کے پاس جھوٹی خبریں ہرگز نہیں آتیں)

اس نے آپ سے یہ بھی کہا کہ "**أری عرشا علی الماء**" کہ میں سمندر پر ایک تخت دیکھتا ہوں، -کما فی حدیث أبي سعید- اس پر آپ نے فرمایا "**تری عرش ابلیس فی البحر**" تو سمندر پر ابلیس کا تخت دیکھتا ہے (گویا کہ آپ نے اس حقیقت کی طرف اشارہ فرمایا کہ ابلیس پانی پر اپنا تخت بچھاتا ہے اور وہاں سے اپنے چیلوں کو دنیا میں فتنہ فساد پھیلانے کے واسطے بھیجتا ہے، یہ بھی اس کا ایک فتنہ پرداز چیلا ہے۔) پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ (میں تیرے امتحان کے لئے) ایک بات دل میں چھپاتا ہوں اور آپ نے یہ آیتِ کریمہ اپنے دل میں رکھی "**یوم تأتي السماء بدخان مبین**" تو وہ کہنے لگا کہ "**هو الدُخ الدخ**" اس پر آپ ﷺ

نے فرمایا "اخسأ فلن تعدو قدرک" کہ جا دور و ذلیل ہو تو اپنی اوقات اور حد سے آگے نہ بڑھ سکے گا (یعنی تو کاہن ہے اور کاہنوں کی حد سے آگے نہیں نکل سکتا کہ جس طرح کاہن لوگ بعض مخفی، ناقص اور آدھی تیہی اور نامکمل باتیں لوگوں کے سامنے ظاہر کرتے ہیں تو بھی اسی بھول بھلیاں میں پھنسا رہیگا۔ نبوت کا بلند و بانگ دعوی مت کر وہ تیرا مقام نہیں ہے، چنانچہ وہ پوری آیت تو کیا بتاتا لفظ دخان بھی پورا نہ بتا سکا صرف "الدُخ الدُخ" کہکر رہ گیا اور یہ امتحان آپنے اسی واسطے لیا تھا تاکہ صحابہ پر یہ بات کھل جائے کہ یہ کاہن ہے اور کوئی شیطان اس پر مسلط ہے جو اس کی زبان سے بولتا ہے۔) "قال عمر رضي الله عنه: یا رسول الله! أتأذن لی فیه ان أضرب عنقه" حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں اس کی گردن اڑادوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر یہ وہی دجال ہے تو تجھے اس پر قابو نہیں دیا جائے گا اور اگر وہ نہیں ہے تو اس کے قتل میں کچھ خیر بھی نہیں۔ کما فی مسلم [۵۲۱۹]: "قال رسول الله صلی علیه وسلم: إِنْ يَكُنْ هُوَ لاَ تُسَلَّطُ عَلَيْهِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ هُوَ فَلاَ خَيْرَ لَكَ فِی قَتْلِهِ" حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو آپ نے اس کے قتل سے اس لئے منع فرمایا، ایک تو وہ نابالغ بچہ تھا، دوسرے وہ یھودی تھا اور یہود اہلِ ذمہ تھے، اور اسلام میں ذمیوں اور نابالغوں کے قتل کی ممانعت ہے۔

دجال اکبر سے امریکہ و فرانس مراد لینا کیسا ہے؟

سوال: دجال اکبر سے امریکہ و فرانس اور اس کے اتحادی ممالک مراد لینا کیسا ہے؟

جواب: بالکل غلط ہے! اور احادیث رسول میں کھلی تحریف ہے، کیونکہ

آنحضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال اکبر کا جو حلیہ بیان فرمایا ہے وہ کسی ملک یا حکومت پر بالکل صادق نہیں آتا، آپ ﷺ نے تو اسے یہودیُ النسل اور عبد العزی بن قطن نامی ایک انسان کے مشابہ قرار دیا ہے اور اپنی احادیث میں اس کے لیے "رجل" اور "انسان" کا لفظ استعمال کیا ہے جو انسان اور آدمی ہی کے لیے استعمال ہوتا ہے نہ کہ کسی ملک یا حکومت اور کئی حکومتوں کے اتحاد کے لیے۔ پس دجال اکبر کا مصداق کسی حکومت وسلطنت کو قرار دینا صریح تحریف اور کھلی بد دیانتی ہے۔

دجال کے متعلق کچھ یکجا باتیں بشکلِ سوال وجواب

س(۱): دجال کون ہے؟

ج: دجال اس منبعِ شر وضلالت کا مخصوص اسمِ وصفی اور مشہور لقب ہے جو منجانب اللہ امتِ محمدیہ کی ابتلاء وآزمائش کی خاطر قربِ قیامت میں ظاہر ہو گا۔

س(۲): وہ کس قوم سے ہو گا؟

ج: یہودیُ النّسل ہو گا۔

س(۳): کیا وہ پیدا ہو چکا ہے؟

ج: جی ہاں! پیدا ہو چکا ہے۔

س(۴): وہ کہاں ہے؟

جواب: کسی جزیرہ میں محبوس ومقید ہے۔

س(۵): کیا کسی نے اسے دیکھا ہے؟

ج: جی ہاں! حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاءِ سفر نے۔

س(٦): کب نکلے گا؟

ج: حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں، نزولِ عیسیٰ مسیح علیہ السلام

سے پہلے، قسطنطنیہ کی فتح کے بعد۔

س(۷): کہاں سے نکلے گا؟

ج:"من قِبَلِ الشام جزماً" (فتح الباري) ملک شام سے نکلے گا۔

س(۸): نکلنے کا سبب کیا ہو گا؟

ج:"يخرج من غضبة يغضبها" (فتح) کسی بات پر ناراض ہو کر۔

س(۹): اس کی شکل وصورت کیسی ہو گی؟

ج: جوان بھاری بھر کم جسم، پستہ قد، بال گھونگھریالے، بائیں آنکھ سے کانا اور دائیں عیب دار، پیشانی پر لفظ کافر اس طرح کَندہ ہو گا کہ ہر مؤمن پڑھ لے۔

س(۱۰): دعویٰ کس چیز کا کرے گا؟

جواب: اولاً ایمان واسلام کا ثانیاً نبوت ورسالت کا اور آخر میں خدائی کا۔

س(۱۱): اس کے خوارق کیا ہوں گے؟

ج: عجیب وغریب قسم کے، مثلاً مُردوں کو زندہ کر دینا، بارش برسانا، اس کے حکم پر زمینی خزانوں کا اس کے پیچھے پیچھے چلنا، اندھوں کو بینا اور کوڑھ زدہ لوگوں کو چنگا اور تندرست کر دینا۔

س(۱۲): دنیا میں کتنے دن رہے گا؟

ج: چالیس دن، جس میں سے پہلا دن ایک سال، دوسرا ایک ماہ اور تیسرا ایک ہفتہ کے برابر ہو گا، باقی سینتیس ۳۷ دن عام دنوں کے مثل۔

س(۱۳): کون کون سی جگہ اس کے فتنے سے محفوظ رہے گی؟

ج: مکۃ المکرمہ، مدینۃ المنورہ اور بعض روایت کے مطابق بیت المقدس بھی۔

س(۱۴): اس کے معاون ومددگار کون لوگ ہوں گے؟

ج: یہود، ساحرِ، جنات اور شیاطین۔

س(۱۵): کیااس کا کوئی جاسوس بھی ہے؟

ج: جی ہاں! ایک کثیر الشَعر عورت یا جانور جو حدیث میں جسّاسہ کے نام سے موسوم ہے۔

س(۱٦): اس کے پیروکار کون لوگ زیادہ ہوں گے؟

ج: یہود اور عورتیں۔

س(۱۷): کب ہلاک ہو گا؟

ج: مکہ اور مدینہ کے علاوہ پوری زمین کا چکر لگا لینے کے بعد۔

س(۱۸): اسے قتل کون کرے گا؟

جواب: حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام۔

س(۱۹): اس کی قتل گاہ کس ملک وکس شہر میں ہو گی؟

ج: ملک شام میں اسرائیل کے مشہور شہر "لُد" کے صدر دروازے پر۔

س(۲۰): کیا قرآن میں اس کا ذکر ہے؟

ج: اجمالاً ہے، تفصیلاً نام کی صراحت کے ساتھ نہیں۔

س(۲۱) کیا ابن صیاد اور دجال دونوں ایک ہی شخص ہیں؟

ج: جی نہیں! یہ دونوں الگ الگ شخص ہیں، ابن صیاد تو چل بسا، جبکہ دجال اکبر ابھی یقیناً موجود ہے۔

س(۲۲): دجال کے فتنہ سے بچنے کی تدابیر کیا ہیں؟

ج: ہر نماز کے بعد اس کے فتنہ سے بچنے کے لئے دعاؤں کا اہتمام، سورۂ کہف کی ابتدائی دس آیتوں کا زبانی یاد کرنا اور پڑھنا، اور بروزِ جمعہ پوری سورۂ کہف کی تلاوت، بوقتِ خروج سامنا نہ ہونے کی پوری کوشش اور سامنا ہو جانے پر سورۂ کہف کی ابتدائی آیتوں کو پڑھ کر اس کے منہ پر تھوک کر اس کی مخالفت پر

کمر بستگی ، اور " اللّٰهُمَّ إِنِّی أَعُوذُبِك مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ "کا بکثرت ورد (بالتفصیل تدابیر پیچھے ص ۱۳۱ پر ملاحظہ فرمائیں)

وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العالمین

اللھم أرنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وأرنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ۔

والصلوۃ والسلام علی حبیبہ سید المرسلین وآلہ وأصحابہ أجمعین. آمین

امان احمد قاسمی

سنہرا (بلرام پور)، التفات گنج، ٹانڈہ، امبیڈکر نگر (فیض آباد) یوپی۔

مدرس دارالعلوم اسلامیہ عربیہ تلوجہ، رائے گڈھ، مہاراشٹرا

۲۷ / ذوالقعدہ بروز جمعہ ۱۴۳۹ھ

مراجع

قرآنِ کریم
بخاری شریف
مسلم شریف
آبوداود شریف
نسائی شریف
ترمذی شریف
ابنِ ماجہ شریف
مشکوۃ شریف
مستدرک حاکم
مسند احمد
مسند البزار
مصنف عبد الرزاق
طبرانی
شرح السنۃ
مجمع الزوائد
الفتن لنُعیم بن حماد
المعجم الاوسط
بذل المجہود
حاشیۃ البذل
الدر المنضود
تحفۃ الالمعی
مظاہر حق
فتح الباری
التذکرۃ للقرطبی
تحفۃ الأحوذی
الدرُّ المنثور
علاماتِ قیامت
دجال کون؟ کب؟ کہاں؟
دنیا کب فنا ہوگی؟
محاضرہ ردِّ عیسائیت
اشعۃ اللمعات
آسان ترجمۂ قرآن
فیض القدیر
عقیدۃ الاسلام

دیگر تالیفات

مہدئ موعود

اَلْمَهْدِيُّ مِنْ عِتْرَتِي مِنْ وَلَدِ فَاطِمَةَ (رضی اللہ عنہا)
(سنن ابی داود)

مہدئ موعود

تالیف
مولانا امان احمد قاسمی
مستیرا (ٹانڈہ پور) امبیڈکر نگر (فیض آباد) یوپی
مدرس دار العلوم اسلامیہ عربیہ تلوجہ، رائے گڈھ، مہاراشٹر

العلامات النحوية

﴿النحو في الكلام كالملح في الطعام﴾

العلامات النحوية
مع
الإعراب الكامل على شرح مأة عامل

ترتیب
مفتی اظہر بن محمد امین پٹیل
مدرس دار العلوم اسلامیہ عربیہ تلوجہ، نئی ممبئی

نظر فرمودہ
مفتی محمد بن عمر گجراتی
استاذ تفسیر و حدیث جامعہ [illegible]

دار العلوم اسلامیہ عربیہ تلوجہ، نئی ممبئی

مسیحِ ہدایت

مسیحِ ہدایت
عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام

تالیف
مولانا امان احمد قاسمی
مستیرا (ٹانڈہ پور) امبیڈکر نگر (فیض آباد) یوپی
مدرس دار العلوم اسلامیہ عربیہ تلوجہ، رائے گڈھ، مہاراشٹر

دجالِ اکبر

ما بين خلق آدم إلى قيام الساعة أمر أكبر من الدجال
(مسلم)

دجالِ اکبر

مؤلف
مولانا امان احمد قاسمی
مستیرا (ٹانڈہ پور) امبیڈکر نگر (فیض آباد) یوپی
مدرس دار العلوم اسلامیہ عربیہ تلوجہ، رائے گڈھ، مہاراشٹر

M.K. Offset Printers (M) 9810093901